

اس شمارہ میں خاص

- سال نو کا استقبال اور ہماری ذمہ داریاں
- اسلامی تعلیمات کی رو سے مسابقت الی الخیر
- ملکی رپورٹس
- سائنس کی دنیا

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان جنوری/2026

وَلِكُلِّ وِجْهَةً هُوَ مُوَلِّيٰهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

(سورۃ البقرہ: 149)

اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔
پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔

2025

2026



شرائط بیعت

اول: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم: یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ و روزہ بنائے گا۔

چهارم: یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم: یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہو گا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

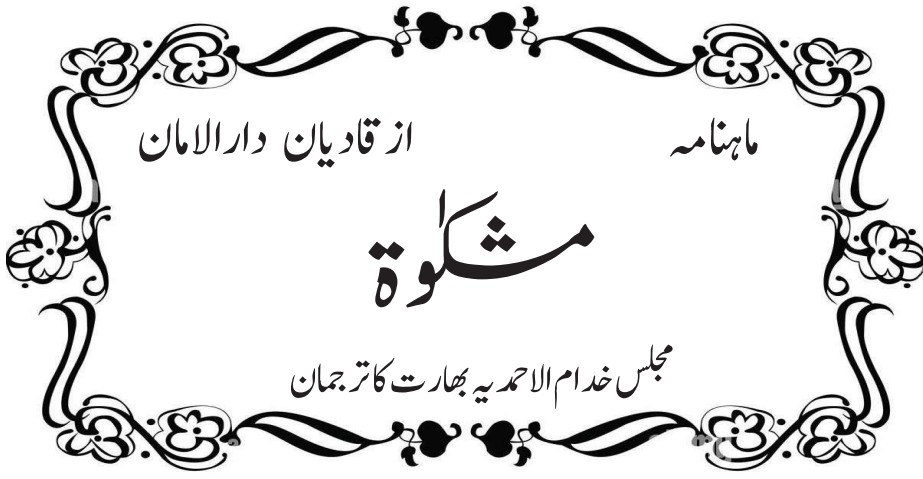
ششم: یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہو او ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم: یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم: یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم: یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض اللہ باقر طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا علیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔



جنوری 2026ء

رجب، شعبان 1447 ہجری قمری

صلح 1405 ہجری شمسی

نگران

نیاز احمد نائک

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

نیاز احمد نائک

نائب ایڈیٹر

فواد احمد ناصر، احسان علی اوکے

مصور احمد مسرور

منیجر

مدثر احمد گنائی

مجلس ادارت

بلال احمد آہنگر، مرشد احمد ڈار،

سید گلستان عارف

مقام اشاعت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 220 روپیہ، بیرون ملک: \$ 150

قیمت فی پرچہ: 20 روپیہ

فہرست مضامین

- 2 ادارہ
- 3 قرآن کریم / انفاخ النبی ﷺ
- 4 کلام الامام المہدیؑ / امام وقت کی آواز
- 5 خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 6 جون 2025ء
- 7 سال نو کا استقبال اور ہماری ذمہ داریاں
- 13 اسلامی تعلیمات کی رو سے مسابقت الی الخیر
- 15 افسوسناک حادثہ اور دعائے مغفرت
- 16 گوشہ ادب
- 17 بنیادی مسائل کے جوابات
- 20 فتاویٰ حضرت مصلح موعودؑ
- 21 Diary Dose
- 23 بزم اطفال
- 24 ملکی رپورٹس
- 26 Health & Fitness
- 27 سائنس کی دنیا
- 30 Optimism in Islam- Faith and Science of a Positive Mind
- 36 Self Control- The Hidden Science of Willpower
- 40 Summary of the Friday Sermon

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ - امت مسلمہ کا نصب العین

اخلاق، خدمتِ خلق اور انسانیت کے لیے درد رکھنے کا نام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”یاد رکھو اللہ تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے... پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۸۵-۲۸۳۔ ایڈیشن ۱۹۸۵ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعودؑ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ تمہارا مطمح نظر یہ ہونا چاہیے کہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس جگہ نیکیوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی تحریک فرما کر اللہ تعالیٰ نے قومی ترقی کا ایک عجیب گڑ بتایا ہے جسے افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بالعموم مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کو نیکیوں میں حصہ لینے کی نصیحت کی جائے یا کسی نیک کام کی ترغیب دلائی جائے تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ بس غریبوں پر ہی سارا زور ڈالا جاتا ہے امیروں کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ حالانکہ اگر کوئی بڑا ہے اور وہ نیکیوں میں حصہ نہیں لیتا تو وہ اس کی مثال اپنے سامنے کیوں رکھتے ہیں۔ انہیں تو اچھے نمونے کی اقتداء کرنی چاہیے اور امارت اور غربت پر بنیاد رکھنے کی بجائے ہمیشہ یہ دیکھنا چاہیے کہ نیکی اور تقویٰ کس میں پایا جاتا ہے اگر ایک غریب میں نیکی پائی جاتی ہے تو وہ اس امیر کے مقابلہ میں جس کے اندر تقویٰ نہیں خدا تعالیٰ کے حضور لاکھوں گنا زیادہ بہتر ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳ سورۃ بقرہ زیر آیت فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ)

یہ شمارہ اسی قرآنی پیغام کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے کہ ہم سب نیکی کو پہچانیں، اپنائیں اور اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہی دوڑ کامیابی کی اصل دوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سلیق احمد نانک

قرآن کریم کی یہ بابرکت ہدایت ”فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ“ ہمیں زندگی کا ایک ہمہ گیر اصول عطا کرتی ہے کہ نیکی میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ نیا سال اسی پیغام کے ساتھ ہمارے سامنے ہے۔

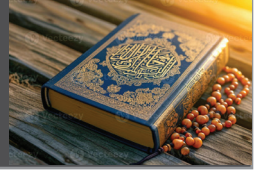
نیکیوں میں سبقت حاصل کرنے کے تعلق سے حضرت رسول اکرم ﷺ کے صحابہؓ کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دفعہ غرباء نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر شکایت کی کہ یا رسول اللہ! جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح امراء بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں اسی طرح امراء بھی روزے رکھتے ہیں۔ جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں اسی طرح امراء بھی جہاد کرتے ہیں مگر یا رسول اللہ! ایک زائد کام وہ یہ کرتے ہیں کہ وہ صدقہ و خیرات دیتے ہیں اور ہم غربت اور ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا طریق بتائیے جس پر چل کر ہم اس کمی کو پورا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللَّهِ اور اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اور چونتیس دفعہ اَللَّهُ اَكْبَرُ کہہ لیا کرو۔ وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ مگر تھوڑے دنوں میں ہی امیروں کو بھی اس کا پتہ لگ گیا اور انہوں نے بھی تسبیح و تحمید شروع کر دی۔ اس پر غرباء نے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ یا رسول اللہ! انہوں نے بھی تسبیح و تحمید شروع کر دی ہے اب ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی کو نیکی کی توفیق دیتا ہے تو میں اس کو کس طرح روک سکتا ہوں۔

(مسلم کتاب المساجد باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

بہر حال آج کی تیز رفتار دنیا میں جہاں مقابلہ ذاتی مفادات کے گرد گھومتا ہے، وہاں قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اصل مسابقت خیر اور بھلائی میں ہونی چاہیے۔ نیکی صرف عبادت تک محدود نہیں بلکہ حسن



الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ



وَلِكُلِّ وِجْهَةٍ هُوَ مُوَلِّئُهَا فَاسْتَبِقُوا الْحَيَاتِ (سورة البقرة: 149)

ترجمہ: ”اور ہر ایک کے لئے ایک مطح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مطح نظر ہوتا ہے جو ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اسے پورا کرنے کے لئے وہ اپنی تمام مساعی صرف کر دیتا ہے۔ کبھی وہ تجارت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی زراعت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ غرض ہر شخص کسی نہ کسی مطح نظر کو اپنے سامنے رکھتا ہے اور اس کے حصول کے لئے وہ ہر قسم کی قربانیوں اور جدوجہد سے کام لیتا ہے۔ نلکے سے نلکے انسان کو بھی دیکھ لو۔ تو معلوم ہو گا کہ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ فراغت انسانی فطرت میں داخل ہی نہیں۔ پس جب ہر انسان دنیا میں کچھ نہ کچھ ضرور کرتا ہے اور کسی نہ کسی امر کے متعلق اُسے شغف ہوتا ہے تو تمہارا بھی ایک مطح نظر ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ تشقت قومی کے ماتحت کوئی کسی مقصد کو اپنے سامنے رکھ لے اور کوئی کسی مقصد کو۔۔۔۔۔ لوگ تو اپنے مقاصد اپنے لئے خود تجویز کرتے ہیں۔ لیکن ہم امت محمدیہ پر رحم کرتے ہوئے خود ہی ایک بلند ترین مطح نظر اس کے سامنے رکھتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ فَاسْتَبِقُوا الْحَيَاتِ تمہارا مطح نظر یہ ہونا چاہیے کہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔“

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 1 ایڈیشن 2023)



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ کچھ تنگدست مہاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی: بلند درجے اور دائمی نعمت تو زیادہ مال والے لوگ لے گئے۔ آپ نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“ انہوں نے کہا: وہ اسی طرح نمازیں پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، وہ اسی طرح روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں جبکہ ہم صدقہ نہیں کر سکتے، وہ غلاموں کو آزاد کرتے ہیں جبکہ ہم آزاد نہیں کر سکتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو کیا پھر میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھاؤں جس سے تم ان لوگوں کو پالو گے جو تم سے سبقت لے گئے ہیں اور اس کے ذریعے سے ان سے بھی سبقت لے جاؤ گے جو تمہارے بعد آنے والے ہیں؟ اور تم سے وہی افضل ہو گا جو تمہاری طرح عمل کرے گا۔“ انہوں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! (ضرور بتائیں۔) آپ نے فرمایا: ”تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح، تکبیر اور تحمید (سبحان اللہ، اللہ اکبر، اور الحمد للہ) کا ورد کیا کرو۔“

فقہائے مہاجرین دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی جو ہم کرتے ہیں اس کے بارے میں سن لیا ہے اور اسی طرح عمل کرنا شروع کر دیا ہے (وہ بھی تسبیح، تکبیر اور تحمید کرنے لگے ہیں۔) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرما دے۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاة باب استحباب الذکر بعد الصلاة وبتیان صفتہ)

کَلَامُ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ



حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہیے اور ان کو شکر کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یونہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صد ہا نشان دکھائے ہیں۔ کیا کوئی تم میں سے ایسا بھی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بھی ایسا نہیں جس کو ہماری صحبت میں رہنے کا موقع ملا ہو اور اس نے خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ نشان اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔ ہماری جماعت کے لئے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو۔ کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔“

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 94-95)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہ آیت (وَلَيْكُنْ وَجْهَهُ هُوَ مُؤْتِيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ - سورة البقرة: ۱۴۹) جو میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہوتا ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ تو واضح ہو گیا کہ تمہاری زندگی کا مقصد اور مطمح نظر جس کو سامنے رکھ کر ایک انسان اپنے راستوں کا تعین کرتا ہے، وہ یہ ہونا چاہئے کہ تم نے نیکیوں میں ترقی کرنی ہے۔ اور جب ہر مومن، ہر احمدی ایک لگن کے ساتھ، ایک تڑپ کے ساتھ اس دوڑ میں شامل ہو گا کہ اس نے نیکیوں میں ترقی کرنی ہے تو تصور کریں کہ ایسی صورت میں کس قدر حسین معاشرہ قائم ہو گا۔ جہاں عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم ہو رہے ہوں گے اور دوسری نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہوں گے۔ کچھ تو ایک دوسرے کو دیکھ کر اس رنگ میں رنگین ہو رہے ہوں گے کہ ہم نے بھی وہ معیار حاصل کرنے ہیں جو دوسرے حاصل کر رہے ہیں۔ ان کو بھی یہ فکر ہو گی کہ ہم نے بھی خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے وہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں جو ہمارے بھائی حاصل کر رہے ہیں۔ دوسروں کی عبادتوں اور نیکیوں کو دیکھ کر حسد کے جذبے پیدا نہیں ہوں گے بلکہ ان پر رشک آئے گا اور پھر خود بھی ان نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش ہو گی۔ صحابہ کرام اس طرف بہت توجہ دیا کرتے تھے اور بڑی فکر کے ساتھ توجہ دیا کرتے تھے۔“

(خطبہ جمعہ 29 اپریل 2005ء)

خطبات و خطابات

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



اس کا تو کروڑواں حصہ بھی ان لوگوں کو فہم و ادراک نہیں ہے۔ ہمارا تو سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔ آپ ہی وہ خاتم الانبیاء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے اور آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے ساتھی، صحابہؓ جو ہیں، ان کے بارے میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار جگہ وہ کلمات فرمائے ہیں، وہ باتیں کی ہیں کہ جو ان کی سوچ سے بھی بالا ہیں، جو ہمارے مخالفین بات کرتے ہیں۔

پس ہمارے دلوں میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہی نہیں، یہ تو ہے ہی ہے، اس تک تو کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا، ہمارے دل میں آپ کے صحابہؓ کا بھی بڑا مقام ہے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہیے اور ایسی باتیں کرنے سے ہر احمدی کو بچنا چاہیے، جس سے غلط تاثر پیدا ہو یا غلط تاثر پیدا ہونے کا کسی بھی رنگ میں اندیشہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض احمدی سمجھتے ہیں کہ ہم نے یہ جو اب دے دے کہ بڑی غیرت کا مظاہرہ کیا ہے،، جب ان سے پوچھو تو یہی ان کا جواب ہوتا ہے، جبکہ یہ نام نہاد غیرت جہالت ہے۔ اور اگر کوئی احمدی ہو کر ایسی باتیں کرتا ہے، جس سے کسی بھی طرح غلط مطلب نکلتا ہو، تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کو بد نام کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تم نے صبر کرنا ہے اور ہمیشہ صبر دکھانا ہے۔ ایک جگہ آپ نے فرمایا: یہ لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں لیکن میں ان کی گالیوں کی پروا نہیں کرتا اور نہ ان پر افسوس کرتا ہوں کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آگئے ہیں اور اپنی

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶ جون ۲۰۲۵ء بمطابق ۱۶ احسان ۱۴۰۴ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کل جہاں سوشل میڈیا کا فائدہ ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، وہاں بعض ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جو تکلیف دہ ہوتی ہیں اور اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آج کل مخالفین جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی بیہودہ گوئی بھی کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف وہ جھوٹ اور غلاظت بکتے ہیں کہ انہیں سن کے احمدی کا دل چھلنی ہوتا ہے۔ اور پھر رد عمل میں بعض احمدی بھی ان کے جواب غلط رنگ میں دے دیتے ہیں، نیت چاہے ان کی صاف بھی ہو، تب بھی بعض دفعہ ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن کو غلط معنی پہنائے جاسکتے ہیں۔

یہ ہمارا طریق نہیں ہے، اس سے ایک احمدی کو بچنا چاہیے، ہمارا کام یہ نہیں کہ غلط زبان استعمال کریں یا اُسے اس رنگ میں جواب دیں، جس سے نادانستگی میں ہمارے منہ سے ایسے الفاظ نکل جائیں جو کسی بھی رنگ میں کسی کی بھی ہتک کامو جب بنیں اور اس سے فائدہ اٹھا کر مخالفین یہ کہتے رہیں کہ ہم، نعوذ باللہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا صحابہ رضوان اللہ علیہم کی توہین کرنے والے ہیں۔ جبکہ ہمارے دلوں میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہؓ کا جو مقام ہے،

کرتے ہیں، ان کے اعتراضوں کے جواب دینے لگتے ہیں۔ ان کو اس چیز سے بچنا چاہیے۔ اور اگر جواب تلاش کرنے ہیں تو جماعت کے علماء سے، جماعتی لٹریچر سے گہرا علم رکھنے والے، اُن سے پوچھا جائے اور اُس کے جواب ایسے دیے جائیں جو واقعی ٹھوس ہوں اور اُن کے دلائل اور الزاموں کو رد کرنے والے ہوں۔

آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو تعلیم ہے، جو حقیقت میں صحیح اسلامی تعلیم ہے، اس پر عمل کریں۔ ورنہ آپ لوگ جماعت میں رہ کر پھر جماعت کو بدنام کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریروں کے شر سے بھی بچائے اور اُن لوگوں کو بھی عقل دے جو جھوٹی غیرت دکھانے والے ہیں اور بعض دفعہ بلاوجہ بعض الفاظ استعمال کر کے فتنہ و فساد کو پھیلانے کا موجب بن جاتے ہیں۔

اگر ہم سوشل میڈیا پر ان جو ابوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں، اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کریں، اپنے سجدوں میں وہ درد پیدا کریں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی غیرت جلد جوش میں آئے تو ہم بہت جلد اس سے بہت بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں، جو نتائج یہ لوگ اپنے جواب دینے سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے اس نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ اس لیے ہر احمدی کو اس چیز سے بچنا چاہیے کہ کبھی ایسی باتیں نہ کریں جو دشمن کو بلاوجہ یہ موقع دے کہ احمدی نے یہ کہہ دیا اور وہ کہہ دیا۔ ہمارے اخلاق بہت بلند اور بہت بالا ہونے چاہئیں۔ اور جس کے اخلاق بلند نہیں، اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق ادا نہیں کیا۔

پس ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ ہر ایک خود اپنا جائزہ لے، سوچیں اور بجائے غلط قسم کے جو ابوں کے دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور مخالفین کے شر اُن پر اُلٹائے اور اس سے بچائے۔

آمین

عاجزی اور فرمایاںگی کو بجز اس کے نہیں چھپا سکتے کہ گالیاں دیں۔ حضور انور نے وضاحت فرمائی کہ یہ کمینہ پن اور اوجھے ہتھیار استعمال کر رہے ہیں، کس لیے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، کوئی جواب نہیں ہے، تو یہ ایسے لوگ صرف گالیاں دینا چاہتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ کفر کے فتوے لگائیں، جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افترا اور بہتان لگائیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لاکر میرا مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔

حضور انور نے تصریح فرمائی کہ جو کوشش کرنی ہے تم نے کر لو، لیکن اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے، آخری فیصلہ تو نظر آجائے گا کہ کس کے ساتھ ہے۔

فرمایا کہ میں ان کی گالیوں کی اگر پروا کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالیٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اس لیے جہاں میں اُن کی گالیوں کی پروا نہیں کرتا، میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اُن کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہر گز ہر گز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔

یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے، اُس کو ایک نُور دیا جاتا ہے جس سے اُس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نُور سے نُور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں، اس لیے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

مؤخر الذکر اقتباس کی روشنی میں حضور انور نے تلقین فرمائی کہ پس یہ وہ سبق ہے جسے ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے اور یہ جو خود ساختہ بعض لوگ عالم بن جاتے ہیں اور سوشل میڈیا پر جواب دینے شروع کر دیتے ہیں، غیر احمدیوں کے، جو نام نہاد مٹاؤں ہیں، جو لوگ اعتراض

سال نو کا استقبال اور ہماری ذمہ داریاں

شمس الضحیٰ سرکار مدنی سلسلہ

اکثر ایسے اعمال شامل ہوتے ہیں جو اخلاقی اور دینی اقدار سے مطابقت نہیں رکھتے۔

حقیقت یہ ہے کہ نئے سال کا یہ تصور مغربی اور عیسائی تہذیب سے جڑا ہوا ہے۔ ان کے تاریخی اور مذہبی پس منظر میں یہ ایام خاص اہمیت رکھتے ہیں، اسی وجہ سے دسمبر کے اختتام تک جشن کا ماحول قائم رہتا ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ بہت سے مسلمان بھی بغیر سوچے سمجھے اسی طرز کو اختیار کر لیتے ہیں اور اپنی شناخت اور روایات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

اسلام نے مسلمانوں کو ایک جداگانہ تشخص عطا کیا ہے، جس میں ان کا اپنا نظام تاریخ بھی شامل ہے۔ اسلامی تقویم قمری حساب پر مبنی ہے اور اس کا آغاز نبی کریم ﷺ کی ہجرت مدینہ سے ہوتا ہے۔ محرم الحرام اس تقویم کا پہلا مہینہ ہے، جو ہمیں قربانی، صبر اور حق پر ثبات قدمی کا درس دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم میں سے بہت سے لوگ نہ اس تقویم سے واقف ہیں اور نہ ہی اس کی روح کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنی زندگی کا محاسبہ کریں اور یہ سوچیں کہ وہ کن روایات کو اپنارہے ہیں اور کیوں۔ اصل کامیابی اس میں ہے کہ انسان وقت کے بدلنے کے ساتھ اپنے اقدار کو نہ چھوڑے بلکہ اپنی دینی اور اخلاقی بنیادوں پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اگر ہم واقعی کسی نئے آغاز کے خواہاں ہیں تو وہ آغاز خود احتسابی، اصلاح نفس اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول سے ہونا چاہیے، نہ کہ محض ایک تاریخ کے بدل جانے سے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو عطا کی گئی ایک نہایت بیش قیمت نعمت اور امانت ہے۔ اس امانت کا درست استعمال انسان کو دنیا میں وقار، سکون اور کامیابی عطا کرتا ہے، جب کہ اس کی ناقدری اور بے مقصد مشغولیت انسان کو فکری اور عملی زوال کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی لیے عقل و شعور کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر لمحے کو مقصد کے ساتھ گزارے اور ایسے اعمال اختیار کرے جو اس کے لیے نفع بخش ہوں۔

دنیا کے مختلف معاشروں اور مذاہب میں خوشی اور مسرت کے اظہار کے لیے الگ الگ تہوار رائج ہیں۔ ان تہواروں کی بنیاد کسی تاریخی واقعے، مذہبی عقیدے یا سماجی روایت پر ہوتی ہے۔ بظاہر یہ تہوار اچھے جذبات، میل جول اور نیکی کی ترغیب کا ذریعہ بنتے ہیں، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں ایسی رسومات شامل ہو جاتی ہیں جو ان کے اصل مقصد کو دھندلا دیتی ہیں۔ یوں خوشی کا نام لے کر فضول خرچی، بے راہ روی اور اخلاقی بگاڑ کو فروغ دیا جانے لگتا ہے۔

موجودہ دور میں تہذیب اور جدیدیت کے نام پر کئی ایسے جشن عام ہو چکے ہیں جن کی بنیاد محض ظاہری چمک دمک پر ہے۔ نئے سال کا جشن بھی انہی میں سے ایک ہے، جسے دنیا بھر میں بڑی جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر عمارتوں کو روشنیوں سے سجایا جاتا ہے، آتش بازی کی جاتی ہے، گھڑی کی سونیاں بارہ بجنے کا اعلان کرتی ہیں تو ایک شور برپا ہو جاتا ہے، مبارک بادوں کا تبادلہ ہوتا ہے اور مختلف تفریحی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ان تقریبات میں

پٹانے چھوڑے جاتے ہیں، آتش بازیاں کی جاتی ہیں اور مختلف تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان سرگرمیوں میں فضول خرچی کے ساتھ ساتھ شور و ہنگامہ، دوسروں کی تکلیف اور وقت کے ضیاع جیسے منفی پہلو نمایاں ہوتے ہیں، جو کسی بھی مہذب معاشرے کے لیے مناسب نہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ خوشی کا اظہار وہی بامعنی ہوتا ہے جو انسان کی اصلاح، معاشرے کی بہتری اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنے۔ اگر نئے سال کو واقعی نیا بنانا مقصود ہو تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماضی کا جائزہ لے، اپنی کوتاہیوں سے سبق حاصل کرے اور آنے والے دنوں کو بہتر بنانے کا عزم کرے، نہ کہ بے مقصد رسومات اور نقصان دہ سرگرمیوں میں وقت اور توانائی ضائع کرے۔

لیکن اس کے برعکس ایک صاحب ایمان کے لیے نئے سال کی آمد محض خوشی اور رسم و رواج کا موقع نہیں بلکہ غور و فکر اور احتسابِ نفس کا لمحہ ہونا چاہیے۔ یہ وہ وقت ہے جب انسان تنہائی میں بیٹھ کر اپنے گزشتہ سال کا جائزہ لے اور خود سے سوال کرے کہ اس دوران میں نے کیا حاصل کیا اور کیا کھو دیا؟ کون سے کام تھے جو مجھے کرنے چاہیے تھے مگر میں نے غفلت برتی، اور کن امور سے بچنا میرے لیے بہتر تھا مگر میں ان میں مبتلا ہو گیا؟

ایک مومن کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اس کے رویے سے کن لوگوں کو تکلیف پہنچی، اس سے کتنی لغزشیں اور گناہ سرزد ہوئے، اور اس نے اپنی اصلاح اور توبہ کے لیے کتنی سنجیدہ کوشش کی۔ اسی طرح یہ جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے پر میں نے کہاں تک عمل کیا، میرے ذریعے کتنے لوگوں کو فائدہ پہنچا، میں نے کس حد تک ہمدردی، ایثار اور بھلائی کا مظاہرہ کیا، اور کن گناہوں کی تلافی اور معافی مانگنے کی کوشش کی۔

”ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معبود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم کا چوڑا یا خلاصہ نکال کر رکھ دیا اور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا پورا کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ اس معیار کو سامنے رکھو گے تو صحیح مومن بن سکتے ہو۔ یہ شرائط ہیں ان پہ چلو گے تو صحیح طور پر اپنے ایمان کو پرکھ سکتے ہو۔ ہر احمدی سے آپ نے عہد بیعت لیا اور اس عہد بیعت میں شرائط بیعت ہمارے سامنے رکھ کر لائحہ عمل ہمیں دے دیا جس پر عمل اور اس عمل کا ہر روز ہر ہفتے ہر مہینے اور ہر سال ایک جائزہ لینے کی ہر احمدی سے امید اور توقع بھی کی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ دسمبر ۲۰۱۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۰ جنوری ۲۰۱۷ء)

درحقیقت جب نیا سال شروع ہوتا ہے تو کائنات میں کوئی حقیقی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ دن اور رات کا سلسلہ ویسا ہی رہتا ہے، زمین و آسمان اپنی جگہ قائم رہتے ہیں، سورج اور چاند اسی نظم کے ساتھ گردش کرتے رہتے ہیں اور وقت کی تلخ یادیں بھی انسان کے ساتھ جوں کی توں موجود رہتی ہیں۔ محض ایک تاریخ کے بدل جانے سے نہ حالات بدلتے ہیں اور نہ ہی انسان خود بخود نیا بن جاتا ہے۔

یہ امر باعثِ افسوس ہے کہ نئے سال کی آمد کے موقع پر ہمارے معاشرے کے بہت سے افراد، خصوصاً نوجوان، خوشی کے نام پر ایسے افعال انجام دیتے ہیں جو نہ عقل سلیم کے مطابق ہوتے ہیں اور نہ ہی اخلاقی و سماجی اعتبار سے درست۔ یہ کام نہ صرف انسانی اقدار کے منافی ہیں بلکہ معاشرے کے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر ۳۱ دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو نئے عیسوی سال کے آغاز کی خوشی میں بڑے پیمانے پر

بانجر رہتا ہے۔

ایک مومن کا پختہ یقین ہوتا ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی پوری زندگی کا حساب لیا جائے گا۔ اسی یقین کا تقاضا یہ ہے کہ انسان آخرت کے حساب سے پہلے دنیا ہی میں اپنا محاسبہ کر لے۔ جہاں کہیں غفلت ہوئی ہو، کوئی کوتاہی سرزد ہوئی ہو یا کسی گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہو، وہاں دل کی گہرائی سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور استغفار کرے۔ اللہ تعالیٰ نہایت رحم کرنے والا اور بار بار معاف فرمانے والا ہے، وہ سچی توبہ کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ لیکن اگر انسان گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو پھر توبہ اور اصلاح کا موقع باقی نہیں رہے گا۔ اسی لیے دانا اور ہوشیار وہی ہے جو آج ہی اپنی اصلاح کی فکر کرے، اپنے اعمال کا جائزہ لے اور اپنے رب کے سامنے جواب دہی کے لیے خود کو تیار کرے، تاکہ قیامت کے دن حساب کے وقت اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے سامنے شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ دنیا کی یہ مختصر زندگی دراصل تیاری کا میدان ہے، اور جو یہاں غفلت میں مبتلا رہا وہ ہمیشہ کے خسارے میں پڑ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی بڑا فضل ہے کہ ہم اُن لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے وقت کے امام کو پہچانا اور مانا۔ آج خلافتِ احمدیہ کی بابرکت قیادت میں احمدیت کا قافلہ مسلسل آگے بڑھ رہا ہے، جو ہر موقع پر افرادِ جماعت کی راہنمائی کرتا ہے، انہیں لغویات اور بے مقصد مشاغل سے بچاتا ہے اور خالص اسلامی تعلیمات کے دائرے میں رہ کر زندگی گزارنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ یہ راہنمائی ہمارے لیے ایک عظیم نعمت ہے، جس کی قدر کرنا اور اس پر عمل کرنا ہی ہماری حقیقی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور

حقیقت یہ ہے کہ ہر نیا سال اس بات کی یاد دہانی ہوتا ہے کہ ہماری عمر کا ایک اور سال کم ہو چکا ہے اور ہم اپنی زندگی کے اختتام سے ایک قدم اور قریب ہو گئے ہیں۔ یہ احساس انسان کے اندر فکر و سنجیدگی پیدا کرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیمتی وقت بے فائدہ مشاغل میں ضائع ہو جائے اور نیکیوں کے مواقع ہاتھ سے نکل جائیں۔

نیا سال اگرچہ اپنے ساتھ نئی امیدیں اور توقعات لے کر آتا ہے، مگر یہ اسی وقت کا معنی بنتا ہے جب انسان پختہ عزم کے ساتھ یہ فیصلہ کرے کہ گزشتہ سال کی کوتاہیوں کو دور کرے گا اور جو اچھے کام ادھورے رہ گئے تھے انہیں پورا کرنے کی کوشش کرے گا۔ جس طرح افراد کی زندگی میں نئے سال کی اہمیت ہوتی ہے، اسی طرح قوموں کے لیے بھی یہ ایک موقع ہوتا ہے کہ وہ اپنی سابقہ غلطیوں سے سبق سیکھیں اور آئندہ کے لیے بہتر منصوبہ بندی کریں۔

لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نہایت سنجیدگی سے اپنی زندگی، اپنے وقت اور اپنے کردار کا محاسبہ کریں، اپنی کمزوریوں اور بری عادتوں کی نشاندہی کر کے انہیں چھوڑنے کی کوشش کریں، اور ساتھ ہی اچھی عادتیں، اعلیٰ اخلاق اور مضبوط کردار کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کا عزم کریں۔ یہی طرزِ فکر ایک مومن کے لیے نئے سال کی حقیقی تیاری اور اصل کامیابی کا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَتَتَّقُوا نَفْسَ مَا قَدَّمْتُمْ لِغَدٍ
وَآتُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (الحشر: 19)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھو کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ

”خوشی کے طبعی اظہار سے ممانعت نہیں لیکن جب یہ رسمیں بن جائیں، قوم پر بوجھ بن جائیں تو پھر انہیں منع کیا جائے گا“ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۳ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۲۰۱۵ء میں نئے سال کی مبارک باد دینے کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے اس مضمون کی طرف رہنمائی فرمائی کہ:

”ایک دوسرے کو مبارک باد دینے کا فائدہ ہمیں تبھی ہو گا جب ہم اپنے یہ جائزے لیں کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے احمدی ہونے کے حق کو کس قدر ادا کیا ہے اور آئندہ کے لیے ہم اس حق کو ادا کرنے کے لیے کتنی کوشش کریں گے۔ پس ہمیں اس جمعہ سے آئندہ کے لیے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو نئے سال میں ہمارے لیے اس حق کی ادائیگی کے لیے چستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے اس کا حق نیکیوں کے بجالانے سے ہی ادا ہو گا لیکن ان نیکیوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں۔ تو واضح ہو کہ ہر اس شخص کے لیے جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے اور احمدی ہے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود مہیا فرمادے ہیں، بیان فرمادے ہیں اور اب تو نئے وسائل اور نئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ سے ہر شخص کم از کم سال میں ایک دفعہ خلیفہ وقت کے ہاتھ پر یہ عہد کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ معیاروں کو حاصل کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرے گا۔ اور ہمارے لیے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں کھول کر بیان فرمادے ہیں۔ کہنے کو تو یہ دس شرائط بیعت ہیں لیکن ان میں ایک احمدی ہونے کے ناطے جو ذمہ داریاں ہیں ان کی تعداد موٹے طور پر بھی لیں تو تیس سے زیادہ بنتی ہے۔ پس اگر ہم نے اپنے سالوں کی خوشیوں کو حقیقی رنگ میں منانا ہے تو ان

پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں ان کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت اور اس انتباہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ جو عہد بیعت ہم نے کیا ہے اسے پورا کرنے والے ہوں۔ ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے گزرنے والی ہوں۔ ہم اپنی زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالتے ہوئے اپنی زندگی کا اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے والے اور ظاہر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں انعامات سے نوازے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے لئے جو کامیابیاں مقدر ہیں وہ ہمیں دکھائے۔ نیا چڑھنے والا سال برکتوں کو لے کر آئے اور دشمن کے منصوبے ناکام و نامراد ہوں جن کی منصوبہ بندی میں یہ جماعت کی مخالفت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ دسمبر ۲۰۱۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۰ جنوری ۲۰۱۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ

داخل فرما۔ آمین ثم آمین
 دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں
 سے سرفراز فرماتا رہے، ہر قسم کے عذاب، آزمائش اور فتنوں
 سے اپنی کامل حفاظت میں رکھے۔ ہمیں نیکی کے راستے پر ثابت
 قدمی کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں میں
 تقویٰ، اخلاص اور فرماں برداری کو مزید مضبوط کرے۔
 اللہ تعالیٰ اس سال کو اور آئندہ آنے والے ہر سال کو
 جماعت کے لیے اور پوری انسانیت کے لیے امن، سلامتی اور خیر
 و برکت کا سال بنائے۔ تمام دکھوں، تکلیفوں اور مصیبتوں سے
 محفوظ رکھے اور دنیا کو عدل، محبت اور بھائی چارے کی راہوں
 پر گامزن فرمائے۔ آمین۔

باتوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جو شخص احمدی کہلا
 کر اس بات پر خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے وفات مسیح کے مسئلے کو
 مان لیا یا آنے والا مسیح جس کی پیشگوئی کی گئی تھی اس کو مان لیا اور
 اس پر ایمان لے آیا تو یہ کافی نہیں ہے۔ بیشک یہ پہلا قدم ہے لیکن
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم نیکیوں
 کی گہرائی میں جا کر انہیں سمجھ کر ان پر عمل کریں اور برائیوں سے
 اپنے آپ کو اس طرح بچائیں جیسے ایک خونخوار درندے کو دیکھ
 کر انسان اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب یہ ہو
 گا تو تب ہم نہ صرف اپنی حالتوں میں انقلاب لانے والے ہوں
 گے بلکہ دنیا کو بدلنے اور خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا ذریعہ بن
 سکیں گے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۲۲ جنوری ۲۰۱۵ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۳ جنوری ۲۰۱۵ء صفحہ ۵)

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
 بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

”مغرب میں یا ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں نئے
 سال کی رات ہا ہو، شراب نوشی، ہلڑ بازی اور پٹانے اور
 پھلچھڑیاں، جسے فائر ورکس کہتے ہیں، سے نئے سال کا آغاز کیا
 جاتا ہے بلکہ اب مسلمان ممالک میں بھی نئے سال کا اسی طرح
 استقبال کیا جاتا ہے... لیکن احمدیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل
 سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی رات عبادت میں گزار
 دی یا صبح جلدی جاگ کر نفل پڑھ کر نئے سال کے پہلے دن کا آغاز
 کیا۔ بہت سی جگہوں پر باجماعت تہجد بھی پڑھی گئی“

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری ۲۰۱۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۲ جنوری ۲۰۱۶ء)

اللَّهُمَّ اَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ
 وَالْاِسْلَامِ، وَرِضْوَانِ مِنَ الرَّحْمٰنِ، وَجَوَارِ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ اے اللہ
 اس سال کو ہمارے اوپر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے
 ساتھ اور رحمن کی رضامندی اور شیطان کے بچاؤ کے ساتھ

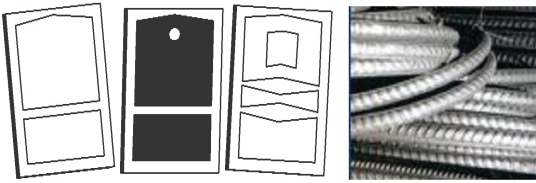
O.A. Nizamutheen
 Cell : 9994757172

V.A. Zafarullah Sait
 Cell : 9943030230



O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin
 Doors, Veneer Doors, PVC Doors, PVC
 Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet,
 TMT Rods, Cements, Cover Blocks and
 Construction Chemicals.



T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex,
 #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near
 Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram,
 Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)



Sk. Anas Ahmad

 Mob : 9861084857
 9583048641
 email : anash.race@gmail.com


H. R. ALUMINIUM & STEEL

We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works
 Sliding Window, Door, Partition, ACP Work,
 Glazing, Steel Railing etc.

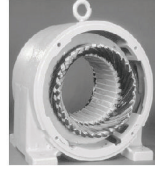
Sivananda Complex, Machhuati, Near Salipur SBI

JMB Rice mill Pvt. Ltd.

At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
 Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

”انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے جس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور عبادت کا محض اس کی کمورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم کرتی ہے۔ جیسا کہ تمہارے دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھرجاتی ہے۔“
 (کلام امام ابن عربین)

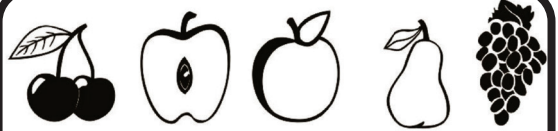
NUSRAT MOTORS RE-WINDING

 Cell : 9902222345
 9448333381


Spl. in :

All Types of Electrical Motor Re-Winding,
 Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.

HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201



AHMAD FRUIT AGENCY

Commission & Forwarding Agents :
 Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
 Kulgam
 B.O. Ahmad Fruits

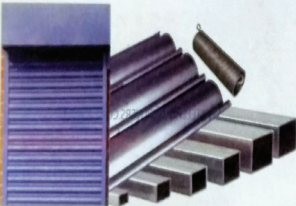
Mobiles : 9622584733, 7006066375, 9797024310

AL-BADAR

M.OMER . 7829780232

ZAHED . 6363220415

STEEL & ROLLING SHUTTERS



ALL KINDS OF IRON STEEL

- SHUTTER PATTI, GUIDE BOTTOM.
- ROUND RODS, SQUARE RODS.
- ROUND PIPE, SQUARE PIPES.
- BEARINGS, FLATS.
- SPRINGS, ANGLES.

Shop No.1-1-185/30A OPP.KALLUR RICE MILL .
 HATTIKUNI ROAD YADGIR



CKS TIMBERS

"the wood for all Your needs"

TEAK, ROSEWOOD, IMPORTED WOODS, SAWN SIZES & WOODEN
 FURNITURE, CRANE SERVICE
 VANIYAMBALAM - 679339, MALAPPURAM Dt., KERALA
 Mobile: 9447 136192, 9446236192, 9746663939
 ✉ : cktimbers@gmail.com
 🌐 : www.ckstimbers.com

اسلامی تعلیمات کی رو سے مسابقت الی الخیر

بشیر الدین قادری سلسلہ

یہ آیت اہل ایمان کی نمایاں پہچان بیان کرتی ہے کہ وہ نیکی کو کل پر نہیں چھوڑتے بلکہ فوراً اس کی طرف لپکتے ہیں۔ ان کے اعمال میں تاخیر نہیں بلکہ عجلت خیر پائی جاتی ہے، جو زندہ ایمان کی علامت ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ

(الطّففين: ۲۷)

اور اسی میں مقابلہ کرنے والوں کو مقابلہ کرنا چاہیے اس آیت میں واضح کر دیا گیا کہ مومن کا اصل مقابلہ دنیاوی دولت، منصب، شہرت یا ظاہری کامیابیوں میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا، جنت کے حصول اور اعمالِ صالحہ میں ہونا چاہیے۔ یہی وہ میدان ہے جس میں مقابلہ قابلِ تحسین اور باعثِ اجر ہے۔

احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں مسابقت الی الخیر

آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے ارشادات اور اسوۂ حسنہ کے ذریعے اس قرآنی تعلیم کو عملی شکل عطا فرمائی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

جو شخص کسی کو نیکی کی طرف رہنمائی کرے، اسے بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا نیکی کرنے والے کو۔

(سنن ترمذی کتاب العلم)

یہ حدیث اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ انسان نہ صرف خود نیکی کرے بلکہ دوسروں کو بھی خیر کے راستے کی طرف بلائے۔

اسلام ایک کامل اور جامع دین ہے جو انسان کو نہ صرف نیکی، بھلائی اور خیر کے کاموں کی دعوت دیتا ہے بلکہ اس امر کی بھی بھرپور ترغیب دیتا ہے کہ انسان نیکی کے میدان میں سستی، غفلت اور تساہل سے بچتے ہوئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ اسلام کی نظر میں نیکی محض ایک انفرادی عمل نہیں بلکہ ایک زندہ، متحرک اور مسلسل جدوجہد کا نام ہے۔ اسی بلند اور روح پرور تصور کو قرآن کریم نے ”مسابقت الی الخیر“ کے نہایت بلیغ اور جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

(البقرہ: ۱۴۹)

پس نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاؤ۔ یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ایک مومن کی زندگی کا مقصد محض نیکی کرنا نہیں بلکہ نیکی کے میدان میں پیش پیش رہنا ہے۔ مومن وہ ہے جو خیر کے کام کو موخر نہیں کرتا بلکہ ہر موقع پر سب سے پہلے لبیک کہنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسی مضمون کو مزید وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر یوں بیان فرماتا ہے:

أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ

(المومنون: ۶۲)

یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور انہی میں سبقت لے جانے والے ہیں

جذبہ فروغ پائے

یہ مقابلہ حسد، ریاکاری اور خودنمائی سے مکمل طور پر پاک ہونا چاہیے، کیونکہ اگر نیکی کا عمل اخلاص اور عاجزی سے خالی ہو جائے تو وہ اپنی اصل روح کھو دیتا ہے اور محض ایک ظاہری عمل بن کر رہ جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مسابقت الی الخیر کی روح کو نہایت گہرے اور روحانی انداز میں بیان فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

مومن کو چاہیے کہ نیکی کے کاموں میں سستی نہ کرے بلکہ ہر وقت اس کوشش میں رہے کہ خیر کے میدان میں دوسروں سے آگے بڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو وہی بندے محبوب ہیں جو بھلائی میں سبقت لے جانے والے ہوتے ہیں۔

نیز آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اصل مقابلہ دنیا کے مال و اسباب میں نہیں بلکہ تقویٰ، اخلاص اور اعمالِ صالحہ میں ہونا چاہیے۔ جو شخص نیکی میں ترقی کرتا ہے وہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز اور مکرم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق مسابقت الی الخیر ایک اعلیٰ روحانی جدوجہد ہے، جس کی بنیاد اخلاص، تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی رضا پر قائم ہے۔ یہ مقابلہ نہ حسد پر مبنی ہے اور نہ خودنمائی پر، بلکہ اپنی اصلاح اور بنی نوع انسان کی فلاح کے لیے ہوتا ہے۔

الغرض، مسابقت الی الخیر اسلامی زندگی کا ایک نہایت حسین، بامقصد اور ہمہ گیر تصور ہے جو فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کو خیر، محبت، ہمدردی اور خدمت کے نور سے منور کر دیتا ہے۔ ایک سچا مومن وہی ہے جو نیکی کے ہر میدان میں سبقت لے جانے کی تڑپ اپنے دل میں رکھتا ہو اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور انسانیت کی بھلائی کے لیے وقف کر دے۔

یوں نیکی ایک فرد تک محدود نہیں رہتی بلکہ پورے معاشرے میں پھیلتی چلی جاتی ہے۔

ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے اس کی عمر، علم، مال اور جسم کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے۔ (ترمذی)

یہ حدیث انسان کو اس کی ذمہ داریوں کا گہرا احساس دلاتی ہے اور اسے متوجہ کرتی ہے کہ اس کی زندگی، صلاحیتیں اور وسائل کس حد تک نیکی اور خیر کے کاموں میں صرف ہوئے۔

سیرت نبوی ﷺ اور صحابہؓ کی زندگیاں عملی نمونہ

آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابہؓ گرام کی زندگیاں مسابقت الی الخیر کی عملی اور روشن مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔ عبادت، صدقات، ایثار، جہاد بالنفس اور خدمتِ خلق میں صحابہؓ ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان مالی قربانی کا واقعہ اس حقیقت کا زندہ ثبوت ہے کہ نیکی میں مقابلہ اخلاص، عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتا ہے، نہ کہ فخر، تفاخر یا برتری کے اظہار کے لیے۔

مسابقت الی الخیر کی روح اور مقصد

اسلامی تعلیمات کے مطابق مسابقت الی الخیر کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ:

- اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو
- ایمان میں مضبوطی اور پختگی پیدا ہو
- اخلاقی و روحانی بلندی نصیب ہو
- معاشرے میں اصلاح، ہمدردی اور خدمتِ انسانیت کا

افسوسناک حادثہ اور دعائے مغفرت



صاحب، ڈائریکٹر جنرل پولیس، ڈی آئی جی کرائم، ڈپٹی کمشنر پلوامہ، برگڈیز آرمی کھنہ بل، ممبر پارلیمنٹ آغا روح اللہ، ایم پی پلوامہ، ایم ایل اے ترال اور دیگر متعدد معزز و ذمہ داران شامل تھے۔ اس کے علاوہ مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی مرحوم کے گھر آکر تعزیت کی۔

مرحوم جاوید احمد راتھر نہایت ایماندار، دیانتدار اور محب وطن انسان تھے۔ اپنے تفویض کردہ فرائض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہے۔ متقی، صلوة کے پابند اور جماعتی خدمات میں ہمہ وقت سرگرم رہتے تھے۔ آپ مقامی مجلس عاملہ کے ممبر اور ایڈیشنل سیکرٹری ایم ٹی اے کے عہدہ پر فائز تھے۔

مرحوم خلافت احمدیہ کے فدائی، مقامی مبلغ سلسلہ کے ساتھ نہایت تعاون کرنے والے، نیک طبیعت، شریف النفس، نرم گفتار اور والدین کے فرمانبردار تھے۔ غیر از جماعت افراد کے ساتھ بھی حسن سلوک، وسیع القلبی اور مہمان نوازی ان کی نمایاں صفات تھیں۔

ادارہ مشکوٰۃ اس دکھ کی گھڑی میں مرحوم کے والدین، اہل خانہ اور احباب جماعت ہاری پاری گام سے دلی اظہار تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

ادارہ مشکوٰۃ

نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے عزیز مکرم جاوید احمد راتھر ولد منصور احمد راتھر، ساکن ہاری پاری گام، کشمیر، ۱۴ اور ۱۵ نومبر کی درمیانی شب ایک دل خراش حادثے کے نتیجے میں اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

موصوف جوں و کشمیر پولیس (کرائم برانچ) میں بطور کیمرہ مین ملازم تھے۔ فرائض منصبی کی ادائیگی کے دوران ایک دھماکہ ہونے کے باعث موصوف اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور وطن عزیز کی خدمت کے صلہ میں انہیں شہادت کا رتبہ عطا فرمائے۔

جوان عمری میں ان کی وفات ان کے بزرگ والدین، ایک بھائی، بیوہ اور تین سالہ چھوٹی بیٹی کے لیے نہایت عظیم صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود ان کا حامی و ناصر ہو۔

۱۵ نومبر کو مسجد سلام، ہاری پاری کے وسیع صحن میں موصوف کی نمازِ جنازہ مکرم عمران احمد نانک صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی، بعد ازاں سرکاری اعزاز کے ساتھ مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

تعزیت کے لیے ہزاروں احمدی وغیر احمدی افراد جمع ہوئے۔ تعزیت کرنے والوں میں چیف منسٹر عمر عبداللہ

گوشہ ادب



موسم اچھا، پانی وافر، مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان

تان کر چہروں کی چادر دھوپ کو ٹھنڈا کیا

تان کر چہروں کی چادر دھوپ کو ٹھنڈا کیا
دم اگر گھٹنے لگا تو ہاتھ سے پکھا کیا
کھٹکھٹانے پر بھی دل کا وا نہ دروازہ کیا
ہم نے ہر حالت میں اپنے آپ سے پردہ کیا
مشغول چہرے اندھیری رات میں جلتے رہے
بوند پانی کی نہ برسی، شہر نے فاقہ کیا
لوگ دیواروں کے رستے انجمن میں آگئے
خود بھی رسوا ہو گئے، اوروں کو بھی رسوا کیا
تیری دنیا دائرہ در دائرہ در دائرہ
دائرہ کے دیس میں ہم نے سفر تنہا کیا
رات کو شیشہ دکھا کر شہر کی تصویر لی
دور تک کھڑکی کے رستے چاند کا چمچا کیا
تم تو اک پتھر گرا کر مسکرا کر چل دیے
وقت کا ویران سینہ مدتوں گونجا کیا
آہٹیں درازانہ در آئیں سسکتی ہانپتی
میں نے جب سنسان کمرے میں ترا چرچا کیا
رات غم کی داستاں ہم بھی نہ مضطر! سن سکے
بات لمبی ہو گئی تھی، نیند نے غلبہ کیا

سب سے بڑی دولت

ایک کسان کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام اقبال اور دوسرے کا
نام سرتاج تھا۔ دونوں بڑے ہوئے۔ اقبال نے علم حاصل کیا اور
بڑا عالم بن گیا۔ سرتاج کو علم سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، اس نے صرف
مال و دولت جمع کی اور بہت بڑا دولت مند بن گیا۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ سرتاج اور زیادہ امیر بنتا گیا اور
اقبال علم کی دنیا میں ترقی کرتا گیا۔ اب سرتاج اپنے بھائی اقبال
کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگا۔ ایک دن سرتاج نے اپنے بھائی
سے کہا:

سرتاج: میرے بھائی! دیکھو۔ میں اتنا بڑا مال دار بن گیا اور
تو وہی غریبی کی ذلت میں پڑا رہا۔

اقبال: (مسکراتے ہوئے) میں خدا کا بڑا شکر گزار ہوں۔
اس نے مجھ کو علم کی دولت عطا کی ہے۔ دنیا کی دولت تو آتی جاتی
ہے۔ علم کی دولت ایسی دولت ہے جو فنا نہیں ہو سکتی۔ علم کی مدد سے
مجھے صبر اور ہمت ملی اور دولت نے تجھے جہالت اور بے چینی دی۔
اقبال کی باتیں سن کر سرتاج شرمندہ ہو گیا اور اس کو بھی اس
بات کا احساس ہو گیا کہ دنیا کی دولت چھن جاتی ہے۔ مگر علم کی دولت
کو کوئی نہیں چھین سکتا۔

عزیزو! علم ہی کی بدولت ہم نیکی، بدی اور سچائی، جھوٹ میں
تمیز کر سکتے ہیں۔ علم ایک نور ہے جس سے جہالت اور گمراہی دور ہو
سکتی ہے۔ اقوال زرین میں یہ بات مندرج ہے کہ علم دنیا میں ایک
بہت بڑی نعمت ہے۔

بنیادی مسائل کے جوابات

(امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات)

سوال :

انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں مختلف کاموں میں جماعت کی خدمت کی توفیق پائی اور ان کے نام تاریخ احمدیت میں شامل ہیں۔ آپ کی اس تجویز کے مطابق تو پھر ہمیں ان سب احباب کے نام اور ان کی خدمت کو بھی تاریخ احمدیت سے نکال دینا چاہیے۔ لیکن یہ بات جماعتی اخلاقیات اور روایات کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ پر مشتمل ”فقہ المسیح“ کے نام پر بھی ایک کتاب شائع ہو چکی ہے جس میں ”فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام“ سے بھی زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور فتاویٰ شامل کر دیئے گئے ہیں۔ (قسط نمبر 7، الفضل انٹرنیشنل 22 جنوری 2021ء صفحہ 12)۔

سوال :

ایک عرب دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں فقہ حنفی کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیش کر کے اپنے بارہ میں لکھا ہے کہ میں فقہ حنفی کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا کیونکہ میں بھی قیاس کے خلاف ہوں۔ نیز دریافت کیا کہ کیا میں فقہ ظاہر یہ پر عمل کر سکتا ہوں، کیونکہ فقہ ظاہر یہ نے قرآن و حدیث کی نصوص کے ظاہر پر عمل کرنے کے بارہ میں بہت زبردست نظریہ پیش کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب

ایک دوست نے ”فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام“ کے Revised ایڈیشن کے بارہ میں تحریر کیا کہ اس کتاب کے پبلشر فخر الدین ملتانی صاحب نے چونکہ ارتداد اختیار کر لیا تھا اس لئے ان کے نام اور ان کے تحریر کردہ دیباچہ کو اس ایڈیشن سے حذف کر دینا چاہیے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 26 نومبر 2018ء میں اس کا جماعتی اقدار و روایات کے مطابق نہایت خوبصورت درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: مذکورہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ پر مشتمل ہے اور فخر الدین ملتانی صاحب نے 1935ء میں اسے مرتب کیا تھا۔ یہ کتاب جماعتی لٹریچر میں کافی عرصہ استعمال ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس میں کتابت اور حوالہ جات کی بہت زیادہ غلطیاں تھیں۔ چنانچہ کتابت اور حوالہ جات کی غلطیوں کو اس نئے ایڈیشن میں درست کر دیا گیا۔ لیکن چونکہ اس کتاب کے پبلشر اور مؤلف فخر الدین ملتانی صاحب تھے، اب اگر ہم ان کے نام اور ان کے تحریر کردہ دیباچہ کو اس نئے ایڈیشن میں سے حذف کر دیں تو یہ درست بات نہیں ہوگی۔ کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رفقاء جو حضور کی وفات کے بعد اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے جماعت سے الگ ہو گئے تھے لیکن

حدیث کو چھوڑ دیں۔“

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و پکڑالوی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۲)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان نصابی طرح پر پوری طرح کاربند ہے اور جب بھی کسی مسئلہ میں اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہے تو جماعت کے علماء خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اس مسئلہ پر غور و خوض کر کے اجتہاد کے طریق کو اختیار کرتے ہیں۔ کسی احمدی کا قیاس کو ناپسند کرنا اور اس بناء پر فقہ حنفی کو برا خیال کرنا درست نہیں۔ اہل علم اور مجتہدین کا جائز حدود میں رہ کر قرآن و سنت اور حدیث سے استنباط کر کے قیاس کے طریق کو اپنانا منع نہیں کیونکہ قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کے ارشادات میں قیاس کے حق میں کئی دلائل موجود ہیں۔ نیز خلفائے راشدین نے بھی اپنے عہد مبارک میں قیاس سے کام لیا اور کئی نئے پیش آمدہ مسائل کو آنحضور کے زمانہ کے کسی مسئلہ پر قیاس کر کے حل فرمایا۔ اسی طرح قیاس کے حوالہ سے جن لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ کو اہل الرائے کہہ کر طعن کی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ ایک موقع پر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی اسی قسم کی غلطی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں مخاطب کر کے حضرت امام ابوحنیفہ کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”اے حضرت مولوی صاحب آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ صاحبوں کو امام بزرگ ابوحنیفہ سے اگر ایک ذرہ بھی حسن ظن ہوتا تو آپ اس قدر سبکی اور استخفاف کے الفاظ استعمال نہ کرتے۔ آپ کو امام صاحب کی شان معلوم نہیں۔ وہ ایک بحر اعظم تھا اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں۔ اس کا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے! امام بزرگ حضرت ابوحنیفہ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولی تھا۔ خدا تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرے

مؤرخہ ۲۱ دسمبر ۲۰۲۰ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں:

جواب:

آپ نے اپنے خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس ارشاد کا ذکر کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں اُس زمانہ کے دو فریقوں کے قرآن و حدیث کے بارہ میں افراط و تفریط پر مشتمل نظریات کا رد فرما کر قرآن و حدیث کا حقیقی مقام بیان کرتے ہوئے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ حدیث خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی ہو جب تک وہ قرآن کریم اور سنت سے متصادم نہ ہو اسے انسانی فقہ پر ترجیح دی جائے گی۔ اور فقہ کی بنیاد قرآن کریم، سنت رسول ﷺ اور حدیث نبوی ﷺ پر ہونی چاہیے۔ لیکن اگر کسی مسئلہ کا حل ان تینوں سے نہ مل سکے تو پھر فقہ حنفی کے مطابق عمل کر لیا جائے۔ اور اگر زمانی تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی سے بھی کوئی صحیح رہنمائی نہ ملے تو ایسی صورت میں احمدی علماء اس مسئلہ کے بارہ میں اجتہاد کریں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اُس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبد اللہ پکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پائیں تو اس

کا جو سٹال ہے، اس پہ مہندی صرف ہاتھ پہ لگالو (اس موقعہ پر حضور انور نے ہاتھ کی سیدھی اور الٹی طرف نیز کلائی تک اشارہ کر کے فرمایا کہ) یہاں تک لگالو، جو تم عورتوں کا سنگھار

ہے، اس میں جائز ہے۔ لیکن منہ پہ مہندی لگانا یا Tattooing

کر وانا اسلام میں منع ہے۔ اس موقعہ پر حضور انور نے صدر

صاحبہ لجنہ کینیڈا سے بھی جواب طلبی فرمائی کہ ایسا کیوں کیا ہوا

تھا۔ اور پھر ان کے جواب پر حضور انور نے مزید فرمایا (Face

Painting کس لئے رکھی تھی؟ نہیں ہونی چاہیئے۔ یہاں وہ

جو جن بھوت بناتے ہیں، وہ آپ نے بنانا تھا۔ (صدر صاحبہ کے

عرض کرنے پر کہ تبلیغ کے لئے کیا تھا، حضور انور نے فرمایا) تبلیغ

کے لئے کیا تھا، تو تبلیغ کے لئے صرف Face Painting ہی

رہ گئی ہے۔ چہرے بگاڑنے کا کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اسلام

نے اس کا بڑا واضح طور پہ حکم دیا ہوا ہے۔ نئی نئی رسمیں نہ پیدا

کریں۔ رسمیں تو آپ لوگ پیدا کر رہے ہیں، بدعات تو آپ

لوگ لجنہ والے پیدا کر رہے ہیں۔ تو اصلاح آپ نے کیا کرنی

ہے؟ اسی طرح نیکی کے نام پر بدعات اندر گھستی ہیں۔ حضرت آدم

کو جو شیطان نے بھٹکایا تھا، یہ نہیں کہا تھا کہ تم یہ کرو تو اس سے بڑا

لطف اٹھاؤ گے۔ پہلے اس نے نیکی کی بات کر کے کہا تھا کہ یہ کرو،

یہ بڑی نیکی ہے اور تم ہمیشہ کے لئے نیک بن جاؤ گے۔ شیطان

نے آدم کو اسی طرح بھٹکایا تھا ناں؟ ہمیشہ کے لئے نیک بنانے

کے وعدہ پہ، حالانکہ وہ شیطانی وعدہ تھا۔ تو یہی شیطانی کام آپ

لوگ کر رہے ہیں۔ یہ نئی نئی بدعات پیدا کر رہے ہیں۔ لجنہ اور

عہدیداروں کا کام یہ ہے کہ خلیفہ وقت کے منہ کو دیکھیں کہ وہ

کیا کہہ رہا ہے۔ اپنی اپنی بدعات نہ پیدا کریں، اپنی اپنی رسمیں

نہ پیدا کریں۔ اور بچو! تم لوگ میری جاسوس بنو اور صحیح صحیح

باتیں بتایا کرو۔

(قط نمبر ۱۵، الفضل انٹرنیشنل ۲۱ تا ۳۱ مئی ۲۰۲۱ء، (خصوصی اشاعت برائے

یوم خلافت) صفحہ ۲۳)

انہوں نے مکتوب صفحہ ۳۰۷ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنے والے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔“

(الحق مباحث لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۱۰۱)

جہاں تک فقہ ظاہر یہ کا تعلق ہے تو اس بارہ میں اہم بات

یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث نبویؐ میں بیان کئی احکامات ایسے

ہیں کہ اگر ان کے صرف ظاہری الفاظ کو اپنایا جائے تو اس حکم کی

روح اور حکمت کو انسان پا ہی نہیں سکتا۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے

کہ وہ اسی طریق کو اختیار کرے جس کی نشاندہی آنحضرتؐ کی

پیشگوئیوں کے عین مطابق مبعوث ہونے والے آپ کے غلام

صادق اور اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر فرمائی ہے اور جس کا ذکر حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اوپر کر دیا گیا ہے۔

(قط نمبر ۳۰، الفضل انٹرنیشنل ۱۱ مارچ ۲۰۲۲ء صفحہ ۱۱)

سوال:

گلشن وقف نو ناصرات کینیڈا جولائی ۲۰۱۲ء میں ایک بچی

نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں

عرض کیا کہ ایک دفعہ میں نے مینا بازار میں دیکھا تھا کہ مہندی کے

سٹال پر Signs تھے کہ وہ منہ پر Face Paint کرتے ہیں

اور Tattoos بھی لگاتے ہیں۔ تو کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

اس پر حضور انور نے ارشاد فرمایا:

جواب:

جو Tattoos لگاتے ہیں اور Face Paint کرتے

ہیں، وہ غلط کرتے ہیں۔ مہندی کے سٹال پر صرف مہندی ہونی

چاہیئے۔ اگر لجنہ کی صدر نے یہ اس طرح رکھا ہوا تھا تو بالکل

غلط کیا ہوا تھا۔ منہ پہ بھی مہندی لگا دو، پاگل بنا دو، کارٹون بنا

دو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان بنایا ہے۔ تم اس کو جانور بنا دو۔ مہندی

کرتی ہوں تو لوگ نہ مانیں گے پس میں جواب ہی کچھ نہیں دیتی۔ خدا شاہد ہے، خدا نے ان کے اس فعل کی تائید کی اور ان کو بری قرار دیا۔ پس پبلک میں اس پر قسم لینا بطور عدالت کے ناجائز ہے نہ ایسی قسم حجت ہے اور شرعاً الزام لگانے والا جھوٹا ہے اور اس کو ہم اس وقت تک جھوٹا سمجھیں گے جب تک وہ چار گواہ نہیں لاتا اور اگر اسلامی شریعت ہو تو اس کو کوڑے لگیں گے۔ اگر اس نے فی الواقع کچھ دیکھا بھی ہے تو اس کا فرض ہے کہ خاموش رہے اور خدا تعالیٰ کی ستاری کے مقابل نہ کھڑا ہو جائے۔

(الفضل ۱۷ اگست ۱۹۲۳ء - جلد ۱۱ نمبر ۹ صفحہ ۶)

سوال:

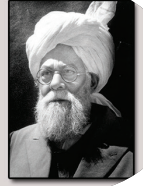
وَاللّٰهُ يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ تَسَابِكُمْ فَاَسْتَشْهِدُوْا عَلَيْنَهٗنَّ اَزْبَعَةً مِّنْكُمْ- فَاَنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ (النساء: 14) میں فاحشہ چار مرد گواہوں، عورتوں کو گھروں میں رکھنا اور يجعل الله لهن سبيلاً کے الفاظ سے کیا مراد ہے؟

جواب:- فاحشہ سے مراد ایسی برائی کے بھی ہوتے ہیں جو عریاں ہو اور نمایاں طور پر بری نظر آئے اور ضروری نہیں کہ یہ برائی زنا ہی ہو۔ بلکہ ہر بد اخلاقی، بد کلامی اور بد معاملگی فحش کہلا سکتی ہے۔ جو عورت بہت زیادہ بد کلام ہو اسے عربی میں فاحشہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی عورت اگر بعض بُرے اخلاق میں انتہاء کو پہنچ چکی ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ اسے سمجھانے کی کوشش کی جائے لیکن جب اس کی مرض لا علاج صورت اختیار کر چکی ہو تو پھر اسے گھر میں مقید رکھنا بہتر ہو گا حتیٰ کہ یا تو ایسی حالت میں اسے موت آجائے یا پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے ہدایت دیدے اور اس کے اخلاق درست کر دے۔

(الفضل ۳ جولائی ۱۹۲۷ء نمبر ۱۵۶ صفحہ ۲)

فتاویٰ امصلاح موعودؒ



زنا کا الزام

چونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں عام طور پر لوگوں کو ٹھوک لگی ہوئی ہے اس لئے میں اپنے ہاتھ سے اس خط کا جواب لکھتا ہوں۔ قرآن کریم کی رو سے زنا کا الزام لگانے والے دو قسم کے لوگ ہو سکتے ہیں۔

۱- خاوند یا بیوی

۲- غیر مرد یا عورت

اگر الزام لگانے والا خاوند یا بیوی ہو (خاوند کا صریح ذکر قرآن کریم میں ہے۔ بیوی کا معاملہ اس پر قیاس کیا جاوے گا کیونکہ قرآن کریم میں سوائے خاص طور پر مذکور ہونے کے بالمقابل حکم بیان ہوتے ہیں) تو گواہوں کی عدم موجودگی میں ملاعنہ ہو گا یعنی ایک دوسرے کے مقابل اسے قسم دی جاوے گی۔ ایک گواہ کے مقابل ایک قسم ہوگی۔ اور پانچویں دفعہ لعنت ہوگی۔ جھوٹے پر عذاب نازل ہونے کی دعا کی جاوے گی۔

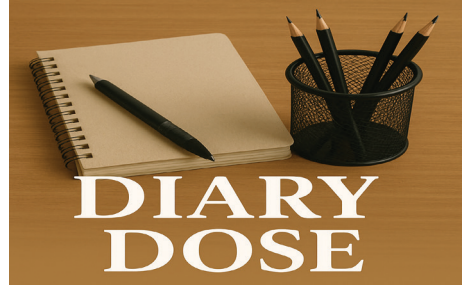
اگر غیر خاوند یا غیر زوجہ الزام لگاوے تو اس کے لئے صرف چار گواہ لانے ہوں گے نہ اس کے کہنے پر قسم دی جاسکتی ہے نہ الزام لگانے والے کی قسم کچھ حقیقت رکھتی ہے۔

بغیر گواہوں کے الزام لگانے والا بہر حال جھوٹا سمجھا جائے گا اور اس کے الزام کے مقابل پر قسم نہ کھانے والا ہرگز ہرگز زیر الزام نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے جب الزام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب تک دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر مانتی ہوں تو جھوٹ ہے اور اگر انکار

جب وہ (عالم) چلا گیا تو اُس (بادشاہ) نے اُس کو مٹا دیا۔ اُس کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ یہ پہلے آپ نے دائرہ لگایا ہے۔ تو وہ کہتا کہ یہ میں نے صرف اس لئے (کیا) کہ میں اپنے اندر تکبر نہیں پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اور اس بات کو بھی کہ یہ مولوی اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتا ہے چلو اس کی بات رہ جائے میں نے دائرہ لگا دیا تھا۔ لیکن جو میں نے جو لکھا تھا وہ صحیح لکھا تھا۔ اور یہی اصل لفظ ہے بے شک دیکھ لو۔ اور اُس کے بعد میں نے مٹا دیا ہے اُس (دائرہ) کو۔ تو انسان اگر ہر وقت یہ سوچتا رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور اللہ کو تکبر پسند نہیں ہے اور اگر میرے دل میں کوئی خیال آئے تکبر والا تو اُس کو میں نے دور کرنا ہے اور دعا بھی کرنی ہے اللہ تعالیٰ سے۔ اپنی نمازوں میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تکبر نہ پیدا ہونے دے۔ استغفار بھی کریں۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بھی پڑھیں۔ چھوٹی چھوٹی دعائیں ہیں کوئی اتنی مشکل دعا نہیں ہے کہ آدمی کہے کہ مجھے یاد نہیں ہو سکتیں۔ تو غور کر کے پڑھو ختم ہو جائے گا۔ ایک علم کا ہونا اور اُس کا جاننا اُس میں برائی نہیں ہے۔ انسان کہے کہ میں ٹھیک ہوں اگر بحث میں۔ لیکن جہاں یہ تکبر پیدا ہو جائے کہ میں ہی ٹھیک ہوں باقی سب غلط ہیں یا کوئی بحث ہوئی کسی سے اور وہاں آپ کی جو دلیل تھی وہ صحیح ثابت ہوئی اور دوسرے کی دلیل غلط ثابت ہوئی اور لوگوں نے کہا ہاں آپ کی دلیل صحیح ہے۔ تو آپ میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ دیکھو میں کتنا علم والا آدمی ہوں۔ میں نے اُس شخص کو نیچے دکھا دیا اور میں اُس سے بحث میں جیت گیا میرا علم اُس سے زیادہ ہے۔ ان باتوں سے تکبر پیدا ہوتا ہے تو ان سے بچنا چاہئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شعر میں فرمایا ہے:

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

کہ آدمی کو انسان سے ہر ایک سے اپنے آپ کو کم سمجھنا چاہئے عاجزی اختیار کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ اگر انسان کے دماغ میں یہ ہونال کہ میں نے اللہ کو راضی کرنا ہے تو پھر تکبر نہیں آتا۔ اگر انسان کو یہ ہو کہ میں نے دنیا کو دکھانا ہے کہ میں کتنا علم رکھتا ہوں۔ یا دنیا



وحید احمد صاحب: میرا سوال یہ ہے کہ ہم عاجزی میں کیسے بڑھ سکتے ہیں اور تکبر سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟

حضور انور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

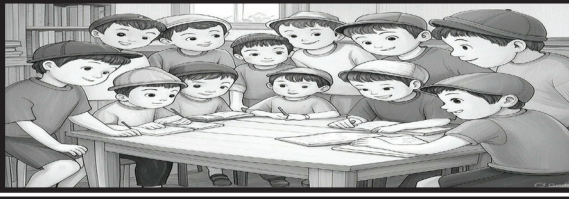
عاجزی انسان میں پیدا ہونی چاہئے۔ پرسوں میں نے خطبہ میں بھی یہ ذکر کیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے کہ جب انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں کوئی غلطی نہیں کر سکتا اور دوسرے سب میرے سے کم تر ہیں۔ میرا علم سب سے زیادہ ہے۔ دوسرے میرے سے کم ہیں۔ تو اُس وقت تکبر پیدا ہوتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے۔ اگر اللہ پہ ایمان ہے، اللہ پہ یقین ہے اور یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جو انسان کی برائیاں ہیں اُن سے سخت نفرت ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن کی اصلاح ہو تو انسان میں تکبر پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ جب پیدا ہو تو استغفار پڑھے انسان کہ میرے میں غلط خیال پیدا ہوا اور شیطان سے پناہ مانگے، اعوذ باللہ پڑھے اور عاجزی دکھانے کی کوشش کرے۔ میں نے پچھلی ملاقاتوں میں بھی اگر آپ لوگ MTA دیکھتے ہوں اور ملاقاتیں دیکھتے ہوں تو کسی کام میں نے جواب بھی دیا تھا۔ ایک بادشاہ تھا۔ عاجزی کا نمونہ تھا اُس کا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اُس کے پاس ایک مولوی آیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑا عالم اور ماہر سمجھتا تھا قرآن کریم کے علم کا۔ اور وہ بادشاہ جو تھا وہ قرآن کریم لکھا کرتا تھا، ایک کہانی ہے۔ تو اُس (بادشاہ) نے کوئی لفظ لکھا تو اُس عالم نے جو scholar تھا بڑا اپنے آپ کو سمجھتا اور قرآن اور حدیث کا ماہر، اُس نے کہا یہ لفظ آپ نے غلط لکھا ہے۔ بادشاہ نے اُس کے اوپر دائرہ لگا دیا mark کر دیا۔ اور

وہاں کہہ دیں medical room میں اپنے سٹاف کو بتادیں کہ دیکھو میں نماز پڑھنے لگا ہوں تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہونا چاہئے اور اگر کوئی Emergency آتی ہے تو فوری تم مجھے آواز دینا میں نماز توڑ کے آ جاؤں گا۔ انسانی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا بھی جائز ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ جی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ ہو جائے اس لئے میں نمازیں جمع کر لوں اور رات کو ہو سکتا ہے کوئی Emergency آجائے اس لئے میں ساری نمازیں اکٹھی پڑھ کے چلا جاؤں یہ طریقتہ غلط ہے۔ ہاں اگر آپ ڈیوٹی پر جائیں مثلاً صبح دس بجے ڈیوٹی لگی ہے آپ کی اُس وقت آپ گئے ہیں اور جاتے ہی آپ کو ایک Emergency کیس مل گیا اور اُس کے بعد دوسرا کیس آ گیا اور پھر تیسرا آ گیا اور اس طرح رات کے سات آٹھ بج گئے اور آپ کو جو یہ چھ آٹھ دس گھنٹے کی ڈیوٹی ہے وہ اُسی میں گزر گئی تب آپ نمازیں جمع کر لیں وہ جائز ہے۔ پہلے تو یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی یہ Emergency لائے ہی نہ۔ ہو سکتا ہے آپ کی نمازیں پڑھنے کی وجہ سے آپ ویسے ہی فارغ بیٹھے رہیں ایمر جینسیاں ہی نہ آئیں۔ اللہ آپ کی دعا سے لوگوں کو نقصان سے محفوظ کر لے۔ تو یہ سوچ جو ہے کہ پہلے ہی کر لوں precautionary measure لے لوں۔ اور وہ بھی precautionary measure ایسا کہ جس کے remote chances ہیں۔ جس کا آپ کو پتہ ہی نہیں ہے آپ کو علم الغیب تو نہیں نا۔ غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے صرف اُس کو پتہ ہے کہ کتنے مریض آنے ہیں کتنے نہیں آنے۔ اور بیچ میں کوئی نہ کوئی slot تو مل ہی جاتی ہے۔ کتنی کوئی لمبی آپ نماز پڑھ لیں گے؟ زیادہ سے زیادہ دو نمازیں جمع کریں گے دس منٹ سے زیادہ نہیں لگائیں گے۔ تو اس لئے جب موقع آئے تو نمازیں جمع کر لیں۔ اگر فارغ وقت مل جاتا ہے اُس میں سے پندرہ منٹ بھی مل جاتے ہیں تو ظہر عصر جمع کر لیں ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں۔ مغرب عشاء جمع کر لیں کوئی حرج نہیں لیکن کہنا کہ جی کیوں کہ ہو سکتا ہے یہ ہو جائے اس لئے میں چاروں نمازیں جمع کر لوں یہ غلط ہے۔

(This week with huzoor 1 april 2022)

کو دکھانا ہے کہ میرے پاس فلاں چیز ہے اور فلاں آدمی کے پاس نہیں ہے تو اُس سے پھر تکبر پیدا ہوتا ہے۔ (This week with huzoor 1 april 2022)

ڈاکٹر باسل احمد محمود صاحب: میرا نام ڈاکٹر باسل احمد محمود ہے۔ میں وقف نو ہوں اور General Medicine اور Cardiology میں speicalisation کر رہا ہوں۔ حضور! Emergency Duties کے دوران میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو duties کے بعد day shift کے بعد میں نماز اکٹھی پڑھتا ہوں، night shift کے لئے گھر سے پڑھ کے جاتا ہوں۔ تو میری نماز ہو جاتی ہے؟ حضور انور نے فرمایا: اگر تو Emergency اُس وقت موقع پہ ہو تو پھر تو نماز چھٹ گئی اور آپ نے چار جمع کر لیں تو ٹھیک ہے جس طرح آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایک دفعہ جنگ کی حالت طاری ہو گئی اور سارا دن جنگ کی حالت رہی اور نمازوں کا وقت نہیں ملا تو آپ نے شام کو تین نمازیں اکٹھی کر کے پڑھیں۔ ظہر عصر مغرب کے ساتھ۔ یا بعض کہتے ہیں عشاء بھی پڑھی۔ تو بہر حال وہ ایک ہنگامی صورت حال ہے۔ ہاں Emergency Duty آپ کی لگ گئی ہے۔ آپ بیٹھے ہوئے ہیں ہسپتال جا کے اور وہاں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو ضروری تو نہیں آپ Emergency کام بھی کر رہے ہوں۔ آپ کو بٹھایا ہوا ہے یہاں بیٹھ جاؤ کسی وقت Emergency ہو سکتی ہے تمہیں بلا لیں گے۔ تو اُس وقت آپ ایک مصلیٰ ایک جائے نماز لے جائیں۔ وہاں بیٹھے ڈیوٹی کے دوران بھی اگر آپ کسی کو کہہ دیں تو آپ کو روکے گا تو کوئی نہیں۔ فرس پہ بچھایا اور نماز کا وقت ہوا تو نمازیں دو جمع کر لیں۔ اور جب Emergency اگر آگئی اُس دوران بڑی ضرورت ہے اُس کے لئے کسی انسانی جان کو بچانے کے لئے نماز توڑنا بھی جائز ہے۔ نماز توڑ کے تو جا کے کام کر لیا اور اُس کے بعد اگر اُس میں دیر لگ گئی تو پھر آ کے نمازیں جمع کر لیں تو وہ تو جائز ہے۔ لیکن یہ خیال کر لینا کیونکہ میری Emergency ڈیوٹی لگتی ہے اس لئے میں چاروں نمازیں اکٹھی پڑھ جاؤں جان چھوٹے میری، اکوواری فارغ ہو جا یہ غلط ہے۔ آپ



بزم اطفال

اللہ کی نشانیاں اور ہماری کوشش

ایک پُرسکون گاؤں میں ایک ذہین بچہ رہتا تھا جس کا نام وسیم تھا۔ وسیم کو فطرت کے رازوں کو سمجھنے کا بے حد شوق تھا۔ وہ پرندوں کے گھونسلے دیکھتا، پودوں کے پتے جمع کرتا اور بارش کے بعد بننے والے پانی کے راستوں کو غور سے دیکھتا رہتا۔ لیکن ایک عادت اسے بار بار پریشان کرتی تھی، وہ ہر کام کو بعد میں کرنے کے لئے ٹال دیتا تھا۔

ایک دن اسکول کے پرنسپل نے اعلان کیا: ”بچو! آنے والے ’فطرت کے عجائبات‘ نمائش میں ہر طالب علم کو پانی کے بارے میں کوئی ایک تجربہ یا ماڈل پیش کرنا ہوگا۔“ تمام بچے فوراً سوچنے لگے کہ وہ کیا بنائیں گے، مگر وسیم نے دل میں کہا: ”ابھی تو بہت وقت ہے۔ کل سے شروع کر دوں گا۔“

دن گزرتے گئے اور وسیم اپنا منصوبہ شروع کرنا بھولتا رہا۔ جب نمائش سے صرف دو دن رہ گئے تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ رات کو سوتے وقت دعا مانگنے لگا: ”یا اللہ، میرا کام آسان کر دے، تاکہ سب کے سامنے میری ذلت نہ ہو۔“

اس کے والد نے یہ دعائی تو پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: ”بیٹا، دعا بڑی طاقت رکھتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو اسباب کے ساتھ بنایا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد: 12) یعنی ’بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں۔‘ اس لیے تمہارا فرض ہے کہ پہلے اپنی کوشش کرو۔“ اگلی صبح ہی وسیم نے تیاری شروع کر دی۔ اس نے سوچا کہ وہ پانی کے صفائی کے قدرتی طریقے پر ایک سادہ ماڈل بنائے گا۔ اس نے ایک بڑا جار لیا، اس میں کنکر، ریت، کونکے کے ٹکڑے اور روئی کی تہیں لگائیں۔ پھر گندے پانی کو اوپر سے ڈال کر دکھایا کہ یہ قدرتی فلٹر نیچے سے صاف پانی کیسے دیتا ہے۔ اپنے چارٹ پر اس نے قرآن پاک کی یہ آیت لکھی: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ حَيًّا كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (الانبیاء: 31) یعنی ”اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔“

نمائش کے دن وسیم کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ جب جج صاحبان اس کے اسٹال پر پہنچے تو اس نے پہلے دل ہی دل میں بسم اللہ پڑھی، پھر واضح آواز میں سمجھایا: ”پانی ہماری زندگی کی بنیاد ہے، لیکن یہ قیمتی نعمت آلودہ ہوتی جا رہی ہے۔ ہم گھر پر بھی سادہ طریقوں سے اسے صاف کر سکتے ہیں۔ اللہ نے فطرت میں صفائی کے نظام رکھے ہیں، ہمیں ان کا احترام کرنا چاہیے۔“

جج صاحبان بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے وسیم کی محنت، قرآن سے ربط اور پیغام کی خوبصورتی کی تعریف کی۔ انعامات کے اعلان کے وقت ایک نام بلند آواز میں پکارا گیا: ”بہترین سائنسی تصور کا انعام – وسیم رحمان!“

وسیم کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ وہ دوڑتا ہوا اپنے والد کے پاس گیا۔ والد صاحب نے خوشی سے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا: ”دیکھا بیٹا؟ جب اللہ کی مدد چاہو تو پہلے اپنی کوشش سے کام شروع کرو۔ دعا اور محنت کا یہ اتحاد ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔“

اس دن کے بعد وسیم نے ہمیشہ کام وقت پر کرنے کی عادت اپنائی۔ وہ دوسروں کو بھی سمجھاتا کہ اللہ نے فطرت میں بے شمار نشانیاں رکھی ہیں، اور انہیں سمجھنے کے لیے ہمیں اپنی عقل استعمال کرنی چاہیے۔

REPORTS

From across India

ملکی رپورٹس

Khuddamul Ahmadiyya Restores Pathway for Ailing Family in Palakkad

As part of the Khidmat-e-Khalq initiative, Majlis Khuddamul Ahmadiyya Muriakanni (Palakkad Zilla) carried out a humanitarian service activity at Kairali-Chundottukunnu. Responding to the difficulties faced by an ailing father and his son undergoing kidney treatment due to an unsafe access path, 19 Khuddam brothers came together to repair and restore the pathway, ensuring safe and convenient access for the family.

“When Knowledge Meets Direction”

TIAPS Students Engage with Experts on Career Pathways

A highly purposeful and inspiring Career Counselling Programme was held at Talimul Islam Ahmadiyya Public School (TIAPS) Asnoor on 7th December 2025. Jointly organised by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Kulgam Zone A and the State Taleemi Board J&K, the initiative aimed to guide students—particularly those completing Class 10—towards informed academic and professional choices. The panel of experts included Dr. Saleeq Ahmad Dar, Mr. Masroor Nisar Lone, Mr. Khaleeq Ahmad Naik, Dr. Rumaisa, and Adv. Tasaduq Hussain Reshi, who addressed and counselled the students on various career possibilities. The event was further honoured by the presence of the Zonal Ameer, Local Ameer, Zonal Qaid, Local Qaid, and the Principal of TIAPS, whose participation added encouragement and significance to the programme.

reason they should specially take out time for at least some exercise. There are some missionaries who are young but their bodies reveal that they do not undertake any exercise. When enquired, they would answer that we used to do it in the past but have quit it since some time now. The important and most responsible jobs entrusted to our missionaries require very active beings for which exercise is very essential and must be given attention. The missionaries and other Jamias around the world after finishing their education are sent to Rabwah for training where the medical tests for them are undertaken. Dr. Noori Sahib who is the heart specialist has written to me that MashaAllah the murabiaans are very good in every aspect but there were many amongst them who were in alarming/dangerous weight zones due to obesity. Therefore, they need to pay attention to it. When they go into field, it becomes more important for them to consider this aspect. So firstly it is essential for the devotees of life and missionaries to undertake exercise. Secondly, in these western countries unhealthy and junk food is also very common which must be avoided. These factors must be considered and taken care of! If they are single and live by themselves, they can at least find some time for exercise while living in mission

house and should know techniques of cooking healthy food. I am not only advising Jama'at members I exercise regularly on the exercise cycle/other machines and Allah Almighty is enabling him to continue it on regular basis.

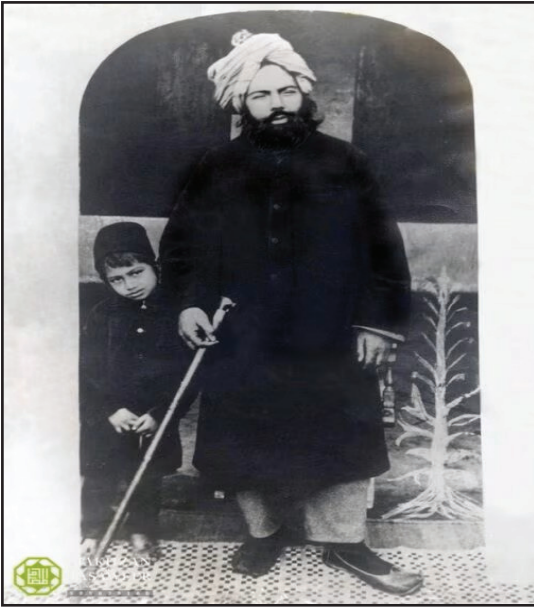
We need healthy and active missionaries and murabiaans. Therefore, they should take care of their health and should not be ignoring this important aspect of healthy living in order to perform their duties in the best possible manner.

Friday Sermon July 22, 2016

Asifbhai Mansoori 9998926311	Sabbirbhai 9925900467
 <p style="font-size: 1.2em; margin: 0;">LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE</p> 	
 <p style="font-size: 2em; font-weight: bold; margin: 0;">Your's</p> <p style="font-weight: bold; margin: 0;">CAR SEAT COVER</p> 	
Mfg. All Type of Car Seat Cover	
<p style="font-size: 1.1em; margin: 0;">E-1 Gulshan Nagar, Near Indira Nagar Ishanpur, Ahmadabad, Gujrat 384043</p>	



The Promised Messiah's^(as) Routine and Our Responsibility



In talking about the Promised Messiah (peace be on him) and his daily routine Hazrat Musleh Maudoodi (ra) says that The Promised Messiah (peace be on him) worked hard to maintain his health and to keep his body very active. He was not lazy or inactive at all. Instead he was very hard working

and very much liked to be in seclusion. He did not ever shun the hard work and many a times it happened that whenever he had to go on a journey then the horse was sent by the servant ahead of him and he used to walk on foot, sometimes covering 20 to 25 miles he would reach the destination. Rather many times he used to travel on foot and very rarely he would ride at the back of the mount. This habit of walking on foot remained till the end of his life and when he was over 70 years of age with a number of diseases yet he used to go out for fresh air and walk about 4 to 5 miles, even upto 7 miles. He used to mention that at the time before his old age he used to get up early before the Fajar prayer and would undertake a walk from Qadian to Wadala. While on the walk, the call for Fajar prayer used to happen at around 5.5 miles of the journey near a village where he used to offer the supplication. So this is the example for us and particularly for the devotees of life who have been handed over the responsibility of various jobs in Jama'at.

Most importantly these include the missionaries who should exercise or at least walk very regularly in order to take care of good health and to inculcate hard working skill in them. If they are unable to go out for walk due to time constraints or any other

science Corner

A Brief History of Vaccines

For centuries, humanity has searched for ways to protect itself from deadly diseases. From risky early experiments to the rapid global rollout of COVID-19 vaccines, the history of immunization reflects scientific progress, ethical debates, and global cooperation.

As early as the 15th century—and possibly much earlier—people in different parts of the world practiced variolation, a method in which healthy individuals were deliberately exposed to small amounts of smallpox to develop immunity. Though dangerous and unethical by today's standards, these practices laid the foundation for modern vaccination. A major breakthrough came in 1796 when English physician Edward Jenner discovered that infection with cowpox could protect against smallpox. His experiment on young James Phipps led to the world's first vaccine. The term vaccine comes from *vacca*, the Latin word for cow.

The 19th century marked rapid scientific advancement. In the 1880s, Louis Pasteur developed the first laboratory-produced vaccines, including those for rabies and fowl cholera. His work proved that weakened or inactivated germs could safely stimulate the immune system. These discoveries transformed medicine and public health.

The 20th century saw vaccines

become a global priority. Following the devastating Spanish Flu pandemic of 1918–19, research into influenza vaccines accelerated. Breakthroughs followed with vaccines for diphtheria, polio, yellow fever, and whooping cough. The polio vaccines developed by Jonas Salk and Albert Sabin helped eliminate the disease from many parts of the world.

One of the greatest achievements in public health came in 1980, when the World Health Organization (WHO) declared smallpox eradicated—the first disease ever eliminated through vaccination. Global programs also reduced measles, tetanus, and polio cases through mass immunization campaigns. Combination vaccines like MMR made immunization simpler and more effective.

In recent decades, vaccines against hepatitis B, HPV, meningitis, Ebola, malaria, and many other diseases have saved millions of lives. The COVID-19 pandemic marked a historic moment, with effective vaccines developed in record time using advanced technologies such as mRNA.

Today, vaccines protect against more than 20 serious diseases and have reduced child deaths by over 50% in the last three decades. However, millions of children worldwide still miss routine immunization. History shows that continued research, global cooperation, and public trust are essential to ensure that vaccines protect everyone, everywhere.

- Prayer (alāh): Provides routine, mindfulness, emotional grounding, and hope.

- Supplication (Du‘ā’): Encourages expression of needs, reducing emotional suppression and anxiety.

- Remembrance of Allah (Dhikr): Scientifically shown to reduce stress and regulate emotions.

- Gratitude (Shukr): Proven to enhance life satisfaction and emotional resilience.

Allah states:

“Aye, it is in the remembrance of Allah that hearts can find comfort.”
(Qur’an 13:29)

This verse aligns remarkably with findings on meditation and stress reduction. Islam does not deny pain or suffering. Instead, it provides meaning and direction during trials.

In Islam hardship is viewed as:

- A test of faith
- A means of spiritual purification
- A catalyst for growth and

The Prophet (Saw) said:

No fatigue, nor disease, nor sorrow, nor sadness, nor hurt, nor distress befalls a Muslim, even if it were the prick he receives from a thorn, but that Allah expiates some of his sins for that. (Sahih al-Bukhari 5642 ,5641)

This belief transforms suffering into hope, preventing despair and fostering psychological endurance.

Conclusion

Optimism in Islam represents a holistic worldview grounded in faith, wisdom, and purposeful action. It is neither an escape from reality nor a form of passive wishful thinking; rather, it is a confident reliance upon Allah, coupled with sincere effort and moral responsibility.

As Ahmadi Muslims, we are especially blessed with the institution of Khilafat—a living system of divine guidance and prayer. Our beloved Khalifa serves as a constant source of reassurance, direction, and hope for the entire community. His guidance, even in a single statement, provides clarity and strength, shaping the spiritual and practical lives of Ahmadis across the world. In this way, faith and science do not stand in opposition but converge in harmony, affirming the transformative power of a positive and resilient mind—one that remains firmly anchored in trust in Allah and guided by divinely inspired leadership.

Bibliography

1. Bouchard, L. C., Carver, C. S., Mens, M. G., & Scheier, M. F. (2017). *Positive Psychology*. Routledge.
2. Gillham, J. (2000). *The Science Of Optimism And Hope: Research Essays In Honor Of Martin E. P. Seligman*. Swarthmore College.
3. Sahih al-Bukhari 5642 ,5641. (n.d.). Retrieved from Sunnah.com: <https://sunnah.com/bukhari:5641>
4. *The Book of Zuhd and Softening of Hearts*. (n.d.). Retrieved from Sunnah.com: <https://sunnah.com/muslim/55>

This verse highlights that difficulty is never permanent, and relief is always near for those who persevere.

Also Allah the Almighty says:

“Despair not of the mercy of Allah, surely, Allah forgives all sins.” (Qur’an 39:54)

“Tell My servants that I am surely the One Most Forgiving, the Merciful”

(Qur’an 15:50)

The above verses clearly address emotional and spiritual despair, affirming that no failure, sin, or adversity puts a person beyond hope. Such divine reassurance promotes emotional resilience and self-compassion.

Allah also reminds believers that:

“And he who puts his trust in Allah - He is sufficient for him.” (Qur’an 65:4)

This trust, or tawakkul, makes people hopeful by making them think that what happens isn't just up to their own abilities, but is also guided by God's care.

Even amid the most difficult circumstances, Prophet Muhammad (saw), the living embodiment of the teachings of the Holy Qur'an, remained optimistic. Despite facing persecution, rejection, and tremendous personal loss, he remained hopeful, resilient, and forward-thinking. Even if he only had one date for the day, he expressed gratitude to Allah the Almighty.

Prophet Muhammad (saw) said:

“Strange are the ways of a believer for there is good in every affair of his.”

(Ṣaḥīḥ Muslim 2999)

Islamic optimism requires patience and trust in Allah. Patience is not passive suffering; it is active perseverance founded on hope. Tawakkul does not negate effort; rather, it enhances it.

A believer strives sincerely, plans carefully, and works diligently, leaving the outcome to Allah. This equilibrium shields the mind from worry, excessive dread, and despair, which are prevalent psychological burdens in modern life. Islamic optimism minimizes stress and cultivates emotional stability by realizing that humans cannot control everything.

The Science of Optimism and a Positive Mind

Modern psychology recognizes optimism as a key factor in mental and physical well-being.

(Bouchard, Carver, Mens, & Scheier, 2017) in their research article titled “Optimism, Health, and Well-Being” mentioned that Stronger social networks, improved emotional health, and successful goal pursuit are all positively correlated with optimism. Additionally, whereas pessimism is frequently associated with actions that compromise health, optimists typically embrace healthier practices that improve physical health.

What is the guidance of Islam to achieve this optimism in our day to day life?

Islamic practices naturally cultivate psychological optimism:

Optimism in Islam

Faith and the Science of a Positive Mind

Mohammad Talha Jinnah Lecturer Jamia Ahmadiyya Qadian

After my PG, I wrote to Huzoor-e-Aqdhas (aba) that I have a wish to do PhD (Since I am a waqf-e-nau). I was given permission from Beloved Huzoor (aba) to do it. However, when I started my PhD, I was unable to comprehend and make any progress at first. There were moments when I wanted to give up, but the words «You may certainly do PhD» in Huzoor's letter kept me going. It was the mantra that enabled me to continue and advance in my PhD program. Alhamdulillah.

Now, let's see what is meant by optimism? Optimism can be a learned trait, a situational phenomenon, a well-considered belief, or a personal trait. It is the belief that something positive will occur and having faith in the favorable result. It is a hope that helps us to sustain and to move forward.

The question may arise within ourselves that, why we need to worry about being optimist? Is there any real world difference in being optimistic?

(Gillham, 2000) mentioned that The correlations and effects of optimistic and pessimistic explanatory styles have been the subject of hundreds of studies over the past 20 years, many of which were conducted by Seligman. Depression,

poor academic performance, and physical health issues are more common in people with pessimistic explanatory approaches. On the other hand, those with optimistic styles perform better at work, succeed academically, and are more resilient to disease and despair.

In a nutshell the recent Positive psychology researches demonstrate that optimistic people:

- Have reduced stress and depression levels
- Having stronger immune responses
- Recover faster from illness
- Show improved resilience and problem-solving skills

According to neuroscience, thinking positively affects brain chemistry by raising neurotransmitters like dopamine and serotonin, which improve focus, motivation, and mood.

The concept of Optimism in Islam

The Qur'an emphasizes hope, reassurance, and trust in Allah.

Allah the Almighty says in the Holy Quran

“Surely, there is ease after hardship. Aye, surely there is ease after hardship”

(Qur'an 7-94:6)

humility, service, and self-discipline often speak of how their inner nature changes. One young man, once notorious for anger, began a simple regimen: waking at Fajr, making daily istighfar, reading a small portion of the Qur'an, and reflecting every night on his conduct. Within months, he noticed his reactions softening, his patience widening, and his willpower strengthening. This is not coincidence—it is the spiritual law of cause and effect.

THE QUIET REVOLUTION OF SELF-CONTROL

Self-control is not suppression; it is transformation. It does not extinguish desire but refines it. It does not imprison the self but liberates it from the tyranny of impulse. It allows a person to act with wisdom rather than reaction, with purpose rather than habit, with vision rather than instinct.

Those who master themselves become architects of their destiny. Those who fail to discipline themselves become victims of their own unregulated impulses.

Allah praises the people of true moral strength:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

“Those who restrain anger and who pardon people—and Allah loves the doers of good.” (3:135)

This verse captures the essence of Islamic willpower: to restrain, to forgive, to act with ihsan (excellence), and to rise above the ego's desires. Islam elevates

willpower from a psychological skill to a spiritual achievement.

The hidden science of willpower is not hidden because it is obscure; it is hidden because few choose to explore it. But those who do—those who discipline their hearts, train their minds, restrain their tongues, and submit their desires to God—unlock a freedom that no worldly power can equal.

For the one who masters thyself becomes, in the language of the Qur'an, a soul at peace. Peace for eternity.

A soul that rises above.

A soul that is welcomed by its Lord.

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

“O soul that is at peace! Return to thy Lord, well-pleased and well-pleasing.” (89:28–29)

May Allah grant us the strength to walk this path of inner jihad, to conquer the self, and to rise with dignity, discipline, and Divine love. Ameen.

Prop. **Mahmood Hussain**

Cell : 9900130241

MAHMOOD HUSSAIN

Electrical Works



Generator & Motor Rewinding Works

Generator Sales & Service

All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire

Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

intelligence or social background. Walter Mischel's marshmallow tests demonstrated that children who were able to delay gratification were more successful later in life; although later research refined these results, the core lesson remained: self-control can be trained, and it transforms life outcomes.

Neuroscience has mapped willpower to the prefrontal cortex—the brain's command center responsible for regulating emotions, decision-making, and long-term planning. Under stress, fatigue, or emotional overload, this center weakens. through prayer, meditation, disciplined routines, and moral reflection, this center strengthens. Islam's spiritual disciplines—prayer five times a day, fasting for a month, regulated speech, guarding the gaze, structured charity—all serve to strengthen the very neural circuits that modern psychologists associate with self-control.

The early theory of ego depletion suggested that willpower is a finite resource that gets exhausted. More recent studies show that motivation, belief systems, emotional state, and environmental cues influence the strength of willpower far more than simple depletion. Islam's encouragement of optimism, reliance on God, remembrance, and community support fits perfectly into this updated scientific understanding.

Thus, revelation and research do not compete—they complement each other.

THE HUMAN STORIES OF DISCIPLINE AND TRANSFORMATION

There is a famous parable of two saplings planted side by side. One is allowed to grow wild, without direction, and soon bends unpredictably, its branches tangled. The other is gently pruned, watered with care, trained with stakes to grow straight, and it flourishes into a strong, dignified tree. The difference between the two is not in their seed, but in their training. The human soul is no different. Without discipline, it grows crooked; with steady guidance, it rises toward heaven.

In a Buddhist monastery, a young monk once asked his teacher how to resist desire. The teacher asked him to sit and watch a candle flame flicker without reacting. At first the monk grew impatient, restless, bored. But gradually, as he observed without attachment, he discovered that the desire to move, complain, or speak dissolved on its own. The teacher told him: "This is how desire works. If you observe it with calmness, it loses its power." Modern neuroscience later confirmed that mindful awareness reduces activity in impulsive regions of the brain—what a monk learned through silence, a scientist discovered through scanning.

Similarly, in our Jama'at, young men and women who cultivate prayer,

Hazrat Musleh Maud (ra) emphasized training the will through small, consistent habits, explaining that one who cannot regulate small acts cannot regulate large ones.

Hazrat Khalifatul Masih III (rh) highlighted the destructive power of unchecked anger and urged believers to cultivate calmness.

Hazrat Khalifatul Masih IV (rh) explained that true service to Islam begins with the reform of the self.

And Huzoor Khalifatul Masih V (aba) repeatedly guides the Jamaat towards guarding the gaze, disciplining desires, structuring time, and anchoring life around prayer—lessons that modern psychology now proves scientifically valid.

WILLPOWER IN WORLD RELIGIONS AND GLOBAL PHILOSOPHY

Remarkably, the world's great religious and philosophical systems echo the Qur'anic call for self-regulation.

Christian scripture describes self-control as the "fruit of the Spirit," linking spiritual maturity with emotional discipline. The monastic traditions that emerged in Christianity—quiet devotion, fasting, celibacy, structured time—reflect the human quest to rise above impulsive desires. They show that the discipline of the soul is universal, transcending geography and culture.

In Hindu philosophy, the Bhagavad Gītā teaches that the mind can be

either the greatest friend or the greatest enemy. The untrained mind, driven by wavering desires, creates suffering, while the trained mind becomes a chariot that carries the soul toward liberation. In Buddhist thought, attention is the gateway to transformation; the Dhammapada begins with the profound statement that the mind precedes all things. These spiritual traditions, while different in their metaphysical frameworks, converge in their recognition that the inner life is the true arena of human victory.

Stoic philosophers such as Epictetus argued that freedom is attained not by conquering the world but by conquering one's own reactions. Existentialists like Sartre insisted that meaning emerges through conscious choice, which requires self-control. Thus, from ancient Athens to the courts of India, from the deserts of Arabia to the monasteries of Tibet, the greatest minds have recognized that discipline is the cornerstone of moral greatness.

THE SCIENCE OF SELF-CONTROL WHAT MODERN RESEARCH REVEALS

Contemporary psychology's most groundbreaking studies support what revelation has taught for centuries. The famous Dunedin Study, spanning decades, revealed that childhood self-control predicts health, financial stability, stronger relationships, and reduced criminal behavior more than

Prayer gathers the wandering mind into harmony. Charity loosens the grip of greed. Silence restrains the tongue. Each ritual is a spiritual exercise strengthening the muscles of restraint.

THE PROPHETS

LUMINARIES OF DISCIPLINE AND MORAL WILL

The Qur'an does not present prophets as abstract ideals but as living examples of the human struggle for inner mastery.

Consider the story of Prophet Yusuf (as). His refusal to succumb to temptation is not simply a moral anecdote—it is a psychological blueprint. In a moment where emotional vulnerability, social isolation, and intense pressure combined, he uttered a single phrase of refuge, rooted in deep conviction:

مَعَاذَ اللَّهِ

“I seek refuge with Allah.”

This act of restraint changed the trajectory of his life. It led from the darkness of prison to the light of leadership. A single moment of self-control became the seed of immense spiritual and worldly success.

Similarly, Prophet Musa (as) struggled with a fiery temperament. The Qur'an depicts both his intensity and his journey toward emotional discipline, showing that even the greatest of prophets underwent inner training. His life becomes a reminder that self-control is not innate perfection but acquired mastery.

The story of Prophet Adam (as) reveals a different dimension of willpower: recovery after failure. Adam's slip teaches that self-control is not the absence of error, but the willingness to rise again, repent, and strengthen one's resolve. In this, Adam becomes the father not only of humanity but of spiritual rehabilitation.

THE PROMISED MESSIAH (as) AND THE KHALIFA

THE MODERN SCIENCE OF SPIRITUAL TRAINING

The Promised Messiah, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as), illuminated the inner jihad—the struggle against one's own ego. He wrote that the true jihad is not fought with swords but with sincerity, patience, and the purification of the heart. He described sin as a weed whose root must be weakened through prayer, worship, and humility. When the root is weakened, the weed eventually dies. When the spiritual heart is strengthened, the impulses of evil lose their grip.

He emphasized that prayer is the engine of self-control. Through prayer, the soul receives Divine strength to resist temptation. Through istighfar (seeking forgiveness), the stains of the past are washed away, making the heart lighter and more capable of resisting sin.

Under Khilafat, every era has re-taught the science of discipline.

steadfast:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

“Surely, Allah is with the steadfast.”
(2:154)

Thus, self-control is not a lonely struggle. It is accompanied by Divine guidance—a metaphysical support that reinforces every sincere human effort.

But the Qur’an also acknowledges, with profound psychological realism, that the human being does not begin life with a disciplined soul. The soul is unruly, impulsive, wavering:

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي

“Surely, the soul is ever inclined toward evil except those upon whom my Lord has mercy.” (12:54)

This is not a condemnation; it is analysis. And having diagnosed and analysed the condition, Islam then prescribes a complete regime of spiritual training—through prayer, fasting, charity, reflection, companionship, patience, and worship—to transform the Nafs-e-ammārah (the commanding, impulsive self) into the Nafs-e-mutma’innah (the disciplined, spiritually awakened self).

This transformation is the essence of the hidden science of willpower.

THE PROPHET^{saw}

THE SUPREME AND THE ULTIMATE MODEL OF INNER STRENGTH

In a world that glorified and prioritised physical might and tribal dominance, the Prophet Muhammad^{saw}

redefined power through a single, timeless sentence:

كَيْسَ الشَّدِيدِ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمُنُّكَ نَفْسَهُ
عِنْدَ الْعَضْبِ

“The strong man is not the one who overpowers others, but the one who controls himself when angry.” (Bukhārī)

With these words, he established a revolutionary moral paradigm. A society that once praised the warrior now learned to praise the one who mastered his own reactions. The Prophet^{saw} embodied this mastery at every single stage of life. Whether during the painful days of early persecution, when he was mocked, beaten, and boycotted, or on the day of the Conquest of Makkah, when He held unparalleled power over his former persecutors, he demonstrated control, restraint, forgiveness, and emotional maturity.

One of the most moving examples is the incident of Ta’if. Exhausted, bleeding, rejected by an entire city, the Prophet^{saw} was offered a chance for immediate vengeance by the Angel of the Mountains. Yet he chose compassion over retaliation. In that moment of complete vulnerability and complete power, he demonstrated perfect self-control—the kind that flows from a heart fully surrendered to God.

His teachings emphasized that even worship is a training ground for willpower. Fasting disciplines lawful desires in order to resist unlawful ones.

SELF-CONTROL

THE HIDDEN SCIENCE OF WILLPOWER

Tawqeer Ahmad Wani Asnoor Kashmir

Humanity over civilisations has always been fascinated by power. People believe power lies in armies, money, influence, or the ability to create a change. Yet, the deepest and oldest traditions of the world, from the Qur'an to the teachings of ancient philosophers, have consistently pointed to a far more profound truth: The greatest power is the power one holds over oneself. It is quiet, unseen, and often uncelebrated; still it shapes destinies, regenerates and elevates souls, reforms societies and civilizations. Self-control is the root upon which morals stand. It is the art that determines whether a person will rise or fall, whether a life will become purposeful or drift towards failure. And at the heart of this inner mastery lies a spiritual science—subtle and transformational—revealed in divine scripture long before psychology gave it a name.

In every moment of impulse, anger, temptation, laziness, or any human emotion, the human being is confronted with a battle. This battle is not external but internal, not physical but psychological and spiritual and includes

the inner capabilities. The Qur'an time and again returns to this truth, calling upon believers to discipline, purify, and strengthen the inner self, because the inner self, if left unattended, becomes the greatest disaster a human being will ever face. And if attended and trained, it becomes the greatest force and friend.

THE QUR'ANIC PATHWAY OF WILLPOWER

The Qur'an does not treat willpower only as an ethical suggestion; it presents it as a pathway to eternal triumph. There is this verse in Surah An-Naazi'aat in which Allah unveils the secret of who truly succeeds:

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ

“But as for he who feared the station of his Lord and restrained his soul from base desires...” (79:41)

In this defining verse, the Qur'an summarizes the psychology of self-control: fear of accountability creates awareness, and awareness allows one to restrict desires. It is not repression, but regulation and discipline. The soul is not to be crushed; it is to be guided.

The Qur'an promises something extraordinary to those who remain

to keep this journey a secret. For example, he deployed a contingent of eight men to the Valley of Izm so that one might think he was going to Izm. Similarly, he sent others to different places near Madinah. This was all done under the leadership of Hazrat Umar(ra). Then, the Holy Prophet(sa) prayed that the Quraish would not find out about their plans.

His Holiness(aba) said that he would continue mentioning these details in the future.

Appeal for Prayers in Light of Dire Situation of the World

His Holiness(aba) urged prayers for the state of the world. The potential for war to spread continues to increase. We should pray that Allah the Almighty keeps us safe from its destruction. Now, Israel has attacked Iran, and this state of war has taken a dangerous turn. Israel's government will want to bring harm to Muslim countries one by one. Yet, the Muslim countries remain asleep, while focused and engrossed in their progressiveness and other priorities. They do not realise what is going to happen. The Muslims no longer maintain their practice, nor do they focus on prayers. As a result, they cannot even fathom the harm that will come about. May Allah the Almighty grant them sense, may they turn their attention towards this, and may they strive to become united, instead of not helping one another due to sectarianism. All Muslim countries are in

danger, because the disbelieving nations have become like a united nation. Thus, the Muslims must also become united as a single nation, because this is the only way they can survive – there is no other way. May Allah the Almighty protect all the innocent and oppressed from harm. We must focus a great deal on prayers. May Allah the Almighty enable us to do so.

Summary prepared by The Review of Religions

H.A. GHOURI  9848955134
7013492780

GHOURI ROLLING SHUTTERS

WHOLESALE DEALER

Suppliers of All Spare Parts of Rolling Shutters Specialist in: Gear & Remote Shutters

SHOP NO 5-6, YERRAKUNTA, OPP. TOTAL GAZ PUMP, PAHADI SHAREEF ROAD HYDERABAD (T.S.)



LAYOUT PROMOTERS

Coimbatore

Contact : +91 93603 68000, +91 94424 25103

sent Abu Sufyan to meet with the Holy Prophet(sa). Allah the Almighty had already informed the Holy Prophet(sa) about Abu Sufyan's arrival. Before he arrived, the Holy Prophet(sa) told his companions that Abu Sufyan would be arriving to seek a new treaty, but he would return unhappy. When Abu Sufyan arrived in Madinah, he first went to meet his daughter, who was a wife of the Holy Prophet(sa). She boldly preached the message of Islam to him, saying that someone like him should not have been so delayed in accepting Islam. Thereafter, Abu Sufyan proceeded to meet with the Holy Prophet(sa) seeking the renewal of the Treaty of Hudaibiyah. He lied by saying that there was nothing that would render the treaty null and void. The Holy Prophet(sa) said the Muslims had also done nothing contrary to the Treaty of Hudaibiyah. Abu Sufyan continued pleading with the Holy Prophet(sa), but the Holy Prophet(sa) did not give him any further response. Abu Sufyan(ra) then went and implored Hazrat Abu Bakr(ra), then Hazrat Umar(ra), Hazrat Ali(ra) and even Hazrat Fatimah(ra), asking them to speak on his behalf to the Holy Prophet(sa). However, all of them refused, and expressed that they stood firmly behind the Holy Prophet(sa) and whatever he decided. Abu Sufyan's final attempt was to go back to the Holy Prophet(sa) and say that he had announced peace among his people,

and he trusted that the Muslims would abide by this. The Holy Prophet(sa) said that this was merely his one-sided claim which held no merit. Thereafter, Abu Sufyan left and returned to Makkah without having achieved his purpose.

Preparations for the Journey to Makkah

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) quietly began preparation for his journey towards Makkah. He announced to the people that they should begin preparing for a journey, but did not tell them where they would be going. As Hazrat A'ishah(ra) was preparing the Holy Prophet's (sa) things for his journey, her father, Hazrat Abu Bakr(ra), tried asking his daughter, wife of the Holy Prophet(sa), where the Holy Prophet(sa) intended to travel. However, Hazrat A'ishah(ra) did not divulge any information. Later, the Holy Prophet(sa) arrived himself, and upon Hazrat Abu Bakr's(ra) inquiry, he told Hazrat Abu Bakr(ra) that he would be going towards the Quraish, and told Hazrat Abu Bakr(ra) not to share this detail with anyone.

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) sent word to the surrounding tribes of Madinah that during the upcoming Ramadan, all those who feared God should arrive in Madinah.

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) employed various strategies

would attack them. In fact, he said his wife Hind had seen a dream showing a stream of blood flowing, indicating bloodshed.

Vision of the Holy Prophet(sa)

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) was informed of this attack against the Banu Khuza'ah by God through a vision. His wife, Hazrat Maimunah(ra) relates that when the Holy Prophet(sa) awoke in the morning and went to perform ablution, she heard him saying three times, 'I am here', and then 'You have been helped.' When the Holy Prophet(sa) returned, Hazrat Maimunah(ra) asked him if he had been speaking with anyone, and the Holy Prophet(sa) related the vision he had seen. Later, when Hazrat A'ishah(ra) learned of the Holy Prophet's (sa) vision and what had transpired, she asked the Holy Prophet(sa) if the Quraish would really do this, knowing they had a treaty. The Holy Prophet(sa) said that this was all in accordance with the plan of God and that ultimately it would lead to something beneficial for the Muslims.

His Holiness(aba) said that a contingent of the Banu Khuza'ah, including their chief, travelled to meet the Holy Prophet(sa) and seek his help. They recounted the entire ordeal to him as he sat in the mosque alongside his companions. The Holy Prophet(sa) informed them that he would help them. When the Holy Prophet(sa) asked who

was responsible for all this, they told him it was the Banu Bakr. The Holy Prophet(sa) then told them that as they returned, they should go back in small groups and from different paths instead of going back altogether. This was so that it would not become known that the Banu Khuza'ah had requested assistance. It is recorded that upon hearing of the ordeal that the Banu Khuza'ah endured, the Holy Prophet(sa) became very displeased. He said that he would help them in any way he could.

His Holiness(aba) said it is recorded that the Holy Prophet(sa) sent Hazrat Zamrah(ra) to the Quraish to give them three options:

1. Offer blood money for those whom they killed.
2. Announce dissociation from the Banu Nafasah branch of the Banu Bakr.
3. End the Treaty of Hudaibiyah.

When he conveyed this message to the chieftains of the Quraish, they said that paying the blood money for so many people would leave them penniless and that they could not abandon the Banu Nafasah. Hence, they said they would certainly fight against the Holy Prophet(sa) and thus end the treaty. Hazrat Zamrah(ra) returned to the Holy Prophet(sa).

Fruitless Efforts of Abu Sufyan

His Holiness(aba) said that the Quraish regretted their statement and

Muhammad (sa): The Great Exemplar

‘Causes that Led to the Conquest of Makkah’

Summary of the Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul Masih V(aba) on 13th June 2025 at Masjid Mubarak, Islamabad, Tilford, UK

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad(aba) said that a few sermons ago, he was mentioning the Conquest of Makkah, and he would continue that mention today.

The Quraish Break the Treaty of Hudaibiyah

His Holiness(aba) said that the immediate factor leading to the Conquest of Makkah was that the Quraish broke the Treaty of Hudaibiyah and arrogantly conveyed to the Holy Prophet(sa) that they would wage war against them. It was upon this that the Holy Prophet(sa) set out towards Makkah.

His Holiness(aba) said that according to the Treaty of Hudaibiyah, any tribes in Arabia could form pacts with either the Quraish or the Muslims. As such, there were two tribes near the Sacred Mosque, the Banu Khuza'ah, who made a pact with the Muslims, and the Banu Bakr, who made a pact with the Quraish. These two tribes had been at odds with one another from the era of ignorance,

and they had quietly harboured enmity against each other after the advent of the Holy Prophet(sa). Some time after the Treaty of Hudaibiyah, someone from the Banu Bakr recited unbecoming poetry regarding the Holy Prophet(sa). This angered a youth from the Banu Khuza'ah, who killed that person from the Banu Bakr. This sparked outrage, and the Banu Bakr asked the Quraish for assistance against the Banu Khuza'ah. Abu Sufyan, however, was not in favour of this. Nonetheless, the Quraish agreed to help the Banu Bakr.

His Holiness(aba) said that a secret attack was launched against the Banu Khuza'ah, who were caught off guard, thinking that they were safe from any fighting due to the Treaty of Hudaibiyah. It was late at night, everyone from the Banu Khuza'ah was sleeping, most of whom were women, children and the weak. An attack was launched, and 20 men from the Banu Khuza'ah were killed.

His Holiness(aba) said that later, realising they had broken the treaty, the Quraish grew worried. Abu Sufyan said that this now meant the Holy Prophet(sa)

Mishkat January 2026 مشکوٰۃ جنوری



جلسہ سالانہ قادیان کی مناسبت سے قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے مثال و قارئین کا انعقاد



مجلس خدام الاحمدیہ محمود آباد ایشیہ کی طرف سے تعلیمی و تربیتی کلاس کا انعقاد



مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد ہمارا شہر کی طرف سے منعقدہ تربیتی اجلاس کی ایک تصویر



مجلس خدام الاحمدیہ منیسٹور کیرالہ کی طرف سے Charitable Trust میں پھلوں کی تقسیم



مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر کشمیر کی طرف سے تربیتی اجلاس کا انعقاد



مجلس خدام الاحمدیہ پنجمی کیرالہ نے خدمت خلق کے تحت ضرورت مندوں میں کپڑے تقسیم کئے



مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کرناٹک نے خدمت خلق کے تحت ضرورت مندوں میں کھانا تقسیم کئے

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

☎ 01872-220139 | ✉ mishkatqadian@gmail.com

Volume 9 | January 2026 | Issue 1 | Published on 12th January 2026

“

نیا سال مبارک

حضرت عبد اللہ بن ہشامؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس دعا کو اس طرح سیکھتے تھے جس طرح قرآن سیکھتے تھے۔ جب مہینہ یا سال شروع ہوتا تو کہتے:

اللَّهُمَّ اَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَجَوارِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَرِضْوَانِ مِنَ الرَّحْمٰنِ

اے اللہ! اس سال کو ہمارے اوپر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور شیطان سے بچاؤ اور رحمان کی رضامندی کے ساتھ داخل فرما۔

(معجم الصحابة للبخاری: ۱۵۳۹)

”

Chairman & Editor

Niyaz Ahmad Naik
+91-9779454423

Manager

Mudassir Ahmad Ganai
+91-7006359091

Annual Subscription

₹220 (20/copy) By Air \$50
Weight: 40-100 grams/Issue